رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۲﴾

بہت آرزوئیں کریں گے کافر [۱] کاش مسلمان ہوتے

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

انہیں چھوڑو [۲] کہ کھائیں [۳] اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ

چاہتے ہیں [۴] اور جو بستی ہم نے ہلاک کی اس کا ایک جانا ہوا نوشتہ

مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾

تھا [۵] کوئی گروہ اپنے وعدہ سے نہ آگے بڑھے نہ پیچھے ہٹے [۶]

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ

اور بولے اے وہ جن پر قرآن اترا [۷] بے شک تم

لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ

مجنون ہو [۸] ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے اگر تم

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ

سچے ہو [۹] ہم فرشتے بیکار نہیں اتارتے اور وہ اتریں

وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

تو انہیں مہلت نہ ملے [۱۰] بے شک ہم نے اتارا ہے

الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ

یہ قرآن [۱۱] اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں [۱۲] اور بیشک ہم نے تم

قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے [۱۳] اور ان کے پاس کوئی رسول

رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ

نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں ایسے ہی ہم اس ہنسی کو ان مجرموں کے

۱۔ مرتے وقت عذاب کے فرشتے دیکھ کر اور قبر میں پھر محشر میں مگر اس وقت یہ آرزو کرنا کام نہ دے گا' کافر سے ہر قسم کا کافر مراد ہے خواہ مشرک ہو یا یہود و نصاریٰ' یا مرزائی قادیانی وغیرہ ۲۔ یعنی ان پر غم نہ کرو یا ان کی پرواہ نہ کرو۔ یا جب تک وہ کافر ہیں' انہیں سور کھانے' شراب پینے سے نہ روکو' یہ مطلب نہیں کہ انہیں دین کی تبلیغ نہ کرو' لہٰذا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ۳۔ اس سے اشارۃً یہ مسئلہ نکل سکتا ہے کہ کفار احکام شرعیہ کے مکلف نہیں جو چاہیں حرام' حلال کھائیں اور جو چاہیں حرام حلال چیزیں برتیں حاکم اسلام انہیں اس سے نہ روکے' معاملات دیگر چیزیں ہیں لہٰذا کافر کو چوری وغیرہ سے روکا جاوے گا ۴۔ مرتے وقت' اس سے معلوم ہوا کہ لذت طلبی اور لمبی امیدیں مومن کی شان نہیں' کافر کا غفلت سے کھانا برتنا جرم ہے اور مومن متقی کا سونا بھی عبادت ہے' ۵۔ یعنی ہر قوم کے عذاب کا وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے' تو جن بندوں کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے انہیں یہ سب معلوم ہے کیونکہ یہ تحریر رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ ان بندوں کو بتانے کے لئے ہے' چنانچہ عذاب کے فرشتے اس تحریر کو دیکھ کر ہی عذاب لاتے ہیں اور پیغمبر وہ تحریر ملاحظہ کر کے پہلے خبر دے دیتے ہیں ۶۔ یہاں اجل سے مراد تقدیر مبرم ہے جس میں تبدیلی قطعی ناممکن ہے' یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا۔ مگر وہ ایمان لے آئی عذاب ٹل گیا۔ یہ ٹلنا تقدیر معلق کا تھا ابلیس نے اپنی درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہو گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ۶۰ سال کے سو سال ہو گئی یہ تمام تبدیلیاں قضاء معلق میں ہیں لہٰذا آیات قرآنیہ میں تعارض نہیں' رب فرماتا ہے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ یا آیت کا منشا یہ ہے کہ کوئی قوم اپنے اختیار سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتی' اگر رب تعالیٰ ہٹانا چاہے تو وہ قادر مطلق ہے ۷۔ ان کا یہ کہنا قرآن کی تصدیق کے لئے نہ تھا بلکہ مذاق کے لئے تھا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے خیال میں اور دعوے میں یہ قرآن اترا۔ ورنہ کفار تو قرآن اترنے کے منکر تھے' اس لئے آگے فرمایا۔ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۸۔ حضور کو مجنون کہنے والا عبداللہ بن امیہ تھا' پھر اوروں نے اس کے اتباع میں کہا (روح) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر پر کبھی جنون نہیں آتا' وہ حضرات گونگا پن' بہرہ پن' دیوانگی سے محفوظ ہوتے ہیں' سب سے اعلیٰ عقل کے مالک ہوتے ہیں' ۹۔ جو ظاہر ظہور تمہاری مدد کریں اور تمہارے سچے ہونے کی گواہی دیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین عرب فرشتوں کے قائل تھے بلکہ انہیں خدا کی بیٹیاں مانتے تھے دوسرے یہ کہ انہوں نے کنکر' پتھروں کو کلمہ پڑھتے سنا تھا' اس لئے اب فرشتوں کا مطالبہ کیا۔ ورنہ وہ وہی مطالبہ کرتے کہ پتھروں سے کلمہ پڑھوا دو ۱۰۔ یعنی فرشتے اپنی اصل صورت میں یا کفار پر فرشتے عذاب ہی لے کر آتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لے کر اور بعض مومنین پر رب کی رحمت لے کر آتے ہیں' جیسے بی بی مریم اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر فرشتوں کا خوشخبری لے کر آنا' لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عربی میں تعظیم کے لئے جمع کا صیغہ واحد پر بولتے ہیں دوسرے یہ کہ مقبول بندوں کے کام رب کے کام قرار پاتے ہیں (یعنی بندوں کے کام رب کے کام قرار پائے) قرآن کا اتارنا فرشتوں کا کام ہے' مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے اتارا۔ تیسرے یہ کہ لوح محفوظ اوپر ہے نیچے نہیں کیونکہ نزول اوپر سے اترنے کو کہا جاتا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ ہی قرآن اتارتا ہے اور وہ ہی محفوظ رکھتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے ۱۲۔ یعنی قرآن کے الفاظ اس کے معانی' اس کے

(بقیہ صفحہ ۴۱۷) احکام سب رب نے محفوظ فرما دیئے مگر الفاظ تو اس طرح کہ اس میں تبدیلی ناممکن ہے اور معانی و احکام اس طرح کہ اگرچہ بعض لوگ تحریف کی کوشش کرتے ہیں مگر اصلی احکام مٹنے نہیں پاتے وہ بعینہٖ موجود رہیں گے' اسی لئے رب نے حضور کی حدیثوں کو قیامت تک کے لئے باقی رکھا اور علماء مشائخ کا سلسلہ قائم فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف قرآن کی معنوی حفاظت کا ذریعہ ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ ہر زمانہ اور ہر زمانہ والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ رسول تشریف لائے' ہمارے حضور سارے عالم کے لئے ہیں' چراغ ہر گھر کا علیحدہ ہے مگر سورج سب کا ایک ہے۔

فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ
دلوں میں راہ دیتے ہیں ۱ کہ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگلوں کی
سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ
راہ پڑ چکی ہے اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں
فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ
کہ دن کو اس میں چڑھتے جب بھی یہی کہتے کہ ہماری نگاہ
اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ
باندھ دی گئی ہے ۲ بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے ۳ اور بے شک
جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾
ہم نے آسمان میں برج بنائے ۴ اور اسے دیکھنے والوں کیلئے آراستہ کیا ۵
وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ
اور اسے ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا ۶ مگر جو چوری چھپے سننے
السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا
جائے ۷ تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ ۸ اور ہم نے زمین پھیلائی ۹
وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ
اور اس میں لنگر ڈالے ۱۰ اور اس میں ہر چیز اندازے
شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ
سے اگائی ۱۱ اور تمہارے لئے اس میں روزیاں کر دیں
وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا
اور وہ کر دیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے ۱۲ اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے
عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾
پاس خزانے نہ ہوں ۱۳ اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جس دل پر ایمان کی مہر لگ جاوے۔ وہاں نبی کی توہین' مذاق' کفر داخل نہیں ہونے پاتا' جہاں یہ مہر نہ ہو وہاں ہر چیز پہنچ جاتی ہے' دوسرے یہ کہ ہر شے کا خالق رب ہے' اگرچہ اسباب کے کسب کرنے والے ہم ہیں' کفار کفر کا کسب کرتے تھے تو ان کے دل میں اس دل لگی کا خلق رب کی طرف سے ہوا' جیسے کسی کو قتل ہم کریں' تو رب اس کی موت پیدا فرما دے' لہٰذا آیت صاف ہے ۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جس دل میں نبی کی عداوت ہو اسے ایمان کی توفیق نہیں ملتی' جب ایمان ملنے والا ہوتا ہے تو پہلے نبی کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب دل میں عناد ہو' تو کوئی معجزہ اسے کارگر نہیں ہوتا ۴۔ بارہ برج جو سات سیارہ ستاروں کی منزلیں ہیں' برج یہ ہیں' حمل' ثور' جوزا' سرطان' اسد' سنبلہ' میزان' عقرب' قوس' جدی' دلو' حوت' ان کی تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' ۵۔ اس طرح کہ برج آٹھویں آسمان کے حصے ہیں اور ستارے مختلف آسمانوں پر ہیں' مگر یہ تمام پہلے آسمان پر نظر آتے ہیں' لہٰذا دیکھنے والوں کی نگاہ میں پہلے آسمان کی زینت ہیں' شریعت میں آسمان سات ہیں' فلاسفہ کے نزدیک نو یعنی آٹھویں آسمان کا نام کرسی ہے' نویں کا نام عرش' ۶۔ پہلے شیاطین آسمانوں پر جا کر فرشتوں کے کلام سنا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت شریف پر تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف پر تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے (خزائن العرفان) ۷۔ بعض وقت شیاطین آسمان کے پہرہ دار فرشتوں سے چھپ کر کچھ وہاں کی باتیں سن لیتے ہیں کیونکہ رب سے چھپنا غیر ممکن ہے' اب وہ شیطان شعلہ سے مارا جاتا ہے' خیال رہے کہ شیطان کا فرشتے سے چھپ کر وہاں پہنچنا ایسا ہی ہے جیسا ابلیس کا آدم علیہ السلام کے پاس جنت میں پہنچ جانا ہوا۔ یہ سب رب کے ارادے کے ماتحت ہے اور اس ارادے میں لاکھوں حکمتیں ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود تارا نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ آگ کا شعلہ تارے سے نکلتا ہے جو شیطان کو گولی کی طرح لگتا ہے۔ ۹۔ زمین پھیلانے سے مراد ہے اس کا وسیع کرنا نہ کہ لمبا چوڑا کرنا۔ کیونکہ زمین گول ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی' بلکہ ٹھہری ہوئی ہے۔ کیونکہ لنگر کشتی روکنے کے لئے ڈالا جاتا ہے' اگر زمین میں حرکت و جنبش ہو تو پھر پہاڑ پیدا فرمانے کا کیا فائدہ ہے' جب جہاز کو لنگر سے روک دیا جاتا ہے' تو پھر وہ بالکل جنبش نہیں کرتا ۱۱۔ اس طرح کہ جس چیز کی جس وقت اور جس ملک میں جس قدر ضرورت ہو وہاں اسی قدر وہ چیز پیدا فرماتا ہے' بنگال میں چاول زیادہ پیدا ہوتے ہیں' پنجاب میں گندم' پھر کہیں قحط کہیں فراخی' اس میں بھی ہزارہا حکمتیں ہیں' یہ سب چیزیں اندازے میں داخل ہیں ۱۲۔ لونڈی باندیاں جانور' جو رزق تو ہمارا کھاتے ہیں' اور کام تمہارا کرتے ہیں

وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں لہ تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا لہ

فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا

پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں اور بیشک

لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

ہمیں جلائیں اور ہمیں ماریں اور ہمیں وارث ہیں لہ اور بیشک ہمیں معلوم ہیں

الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾

جو تم میں آگے بڑھے لہ اور بیشک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے لہ

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ

اور بیشک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا بیشک وہی علم و حکمت والا ہے

ع ۲

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

اور بیشک ہم نے آدمی کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی لہ

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

اور جن کو اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے لہ

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ

ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے لہ تو جب میں اسے ٹھیک کر

وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾

لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں لہ تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ

تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے لہ سوائے ابلیس کے

(بقیہ صفحہ ۴۱۸) ۱۳۔ یہاں خزانہ سے مراد تکوینی خزانے ہیں' یعنی ہم ہر چیز کے پیدا فرمانے پر قادر ہیں نہ کہ کسی جگہ میں چیزیں جمع کر کے رکھ لی ہیں' اسی معنی کے لحاظ سے ارشاد ہوا قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ یعنی میں چیزیں پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوں' خالق رب ہی ہے' پھر خود فرماتے ہیں۔ اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بخشی گئیں۔

ا۔ قرآن شریف میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور قہر کی ہوا کو ریح فرمایا جاتا ہے' جو ہوا بارش لانے والی ہے وہ بھی افضل ہے کہ رحمت کی پڑوسی ہے' اس لئے ان ہواؤں کے چلتے وقت دعا مانگنا بہتر ہے' اور غضب کی ہوا چلتے وقت رب کی پناہ مانگنا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۲۔ بارش کا پانی جو آسمان کی طرف یا آسمانی اسباب گرمی وغیرہ سے آتا ہے' لہٰذا آیت پر فلاسفہ اعتراض نہیں کر سکتے اس بارش کی برکت سے کنوؤں' چشموں میں پانی بڑھتا ہے اور بعض جگہ وہی پانی پیا جاتا ہے' ۳۔ اس طرح کہ سب فنا ہو جائیں گے اور ہم باقی رہیں گے یہ مطلب نہیں' کہ آج ہم مالک نہیں ہیں' مثال میں ہر طرح مساوات ضروری نہیں' ۴۔ شان نزول۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی صف اول کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ کو وہاں کھڑے ہونے کا ازحد اشتیاق ہوا۔ حتیٰ کہ بعض حضرات نے چاہا کہ اپنے مکانات فروخت کر کے مسجد کے قریب مکان لے لیں تا کہ نماز میں اول وقت حاضر ہو کر صف اول میں جگہ لیا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ رہو' رب تعالیٰ نیتوں سے واقف ہے' تم کو اجر دے گا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری' معنی یہ ہیں کہ جو نمازی اگلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں ہم انہیں بھی جانتے ہیں اور جو مجبوری پچھلی صف میں جگہ پاتے ہیں وہ بھی ہمارے علم میں ہیں (روح و خزائن) ۲۔ بعض منافقین جماعت کی صف آخر میں کھڑے ہوتے تھے تا کہ رکوع میں پیچھے والی عورتوں کو تاکنے کا موقعہ ملے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز پنجگانہ کے لئے جلدی مسجد میں پہنچنا اور صف اول میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنا افضل ہے خیال رہے کہ نماز جنازہ میں صف آخر افضل ہے اور بقیہ نمازوں میں صف اول بہتر۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ۶۔ یعنی آدم علیہ السلام کو ایسی مٹی سے بنایا جو پہلے گارا تھی' پھر سوکھ کر کھنکھناتی ہوئی بن گئی ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جنات کی پیدائش انسان سے پہلے ہے دوسرے یہ کہ شیطان انسان' کے مسامات میں نفوذ کر جاتا ہے' کیونکہ اس کی پیدائش ایسی آگ سے ہے جو نفوذ کر سکے ۸۔ یہ خبر رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں اور ابلیس کو دی تھی' چونکہ جماعت فرشتوں ہی کی تھی' ابلیس صرف ایک تھا اس لئے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ صرف فرشتوں کا ذکر ہوا۔ یہاں آدم علیہ السلام کو بشر فرمانے میں آپ کی انتہائی نعت ہے۔ بشر مباشرت سے بنا یعنی رب نے اسے خود اپنے دست قدرت سے بلاواسطہ فرشتوں کے بنایا۔ فرماتا ہے لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ مطلب یہ ہے کہ میرے دست قدرت کی خاص صنعت' خیال رہے کہ آدم علیہ السلام اخیری مخلوق ہیں۔ جیسے ہمارے حضور آخر انبیاء ۹۔ معلوم ہوا کہ سجدہ صرف جسم آدم کو نہ تھا بلکہ روح آدم کو تھا۔ چونکہ جسم اس کا تجلی گاہ تھا لہٰذا اسے بھی سجدہ ہوا ورنہ نفخ روح کی قید نہ ہوتی ۱۰۔ فرشتوں کا یہ سجدہ آدم علیہ السلام کی شریعت کا حکم نہ تھا۔ کیونکہ ابھی آدم علیہ السلام کی شریعت آئی ہی نہ تھی' نیز احکام شرعیہ انسانوں کے لئے ہوتے ہیں' نہ کہ

أَبَىٰٓ أَن يَكُونَ مَعَ ٱلسَّٰجِدِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ

اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا فرمایا اے ابلیس

مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ ٱلسَّٰجِدِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ أَكُن

تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا لہ بولا مجھے زیبا نہیں

لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُۥ مِن صَلْصَٰلٍ مِّنْ حَمَإٍ

کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے

مَّسْنُونٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَٱخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٣٤﴾

سے تھی ٢ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے ٣

وَإِنَّ عَلَيْكَ ٱللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلدِّينِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ

اور بیشک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے ٤ بولا اے میرے رب

فَأَنظِرْنِىٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ

تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں ٥ فرمایا تو ان میں ہے

ٱلْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْوَقْتِ ٱلْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ

جن کو اس معلوم وقت کے دن تک مہلت ہے ٦ بولا اے میرے رب

بِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ

قسم اسکی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلاوے دوں گا ٧ اور ضرور میں ان سب

أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾

کو بے راہ کروں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ٨

قَالَ هَٰذَا صِرَٰطٌ عَلَىَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِى لَيْسَ

فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے ٩ بے شک میرے بندوں پر تیرا

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ إِلَّا مَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾

کچھ قابو نہیں ١٠ سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں ١١

(بقیہ صفحہ ۴۱۹) فرشتوں کے لئے' نیز صرف ایک بار ہی فرشتوں نے یہ سجدہ کیا' ہر دفعہ سجدہ نہ ہوا لہٰذا اس آیت سے سجدہ تعظیمی کے جواز پر دلیل پکڑنا جائز نہیں ۱۱۔ کلہم سے معلوم ہوا کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا' اور اجمعون سے معلوم ہوا کہ الگ الگ نہ کیا بلکہ ایک ساتھ کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ سارے فرشتوں نے سجدہ کیا۔ خواہ وہ زمینی ہوں یا آسمانی' بعض لوگوں نے بعض فرشتوں کو اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے' روح البیان نے یہاں فرمایا کہ یہ سجدہ درحقیقت نور محمدی کو تھا۔

۱۔ یہ سوال عتاب اور ناراضگی کے اظہار کے لئے تھا' نہ کہ وجہ پوچھنے کے لئے معلوم ہوا کہ سوال کی وجوہ بہت سی ہو سکتی ہیں ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مخلوقات میں نبی کو بشر کہنے والا سب سے پہلا شیطان ہے' اب جو کوئی نبی کی برابری کے لئے بشر کہے وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے' دوسرے یہ کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے جسم کو دیکھا' نور اور روح کو نہ دیکھا' تو جس کی نگاہ نبی کی بشریت پر ہی ہو اس کا انجام شیطان کا سا ہو گا تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ کے فرمان کے مقابل اپنی رائے قائم کرنا ابلیسی کام ہے لہٰذا نص کے مقابل قیاس جائز نہیں ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جاہل کی بکواس کا جواب نہ دینا سنت الہیہ ہے' دیکھو رب نے ابلیس کی بکواس کا جواب نہ دیا۔ بلکہ نکال دیا' دوسرے یہ کہ ظہور فسق سے پہلے فسق کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ رب نے شیطان کو تب نکالا جب اس کی سرکشی ظاہر ہوئی' اگرچہ رب پہلے ہی جانتا تھا کہ شیطان کا انجام یہ ہو گا ۴۔ یعنی قیامت تک تجھ پر سب کی لعنت ہو گی' اور قیامت کے بعد دائمی عذاب لہٰذا قیامت کا دن اس لعنت کی انتہا ہے۔ ۵۔ شیطان نے قیامت کے اٹھنے کے وقت تک کی زندگی مانگی تھی' تا کہ موت سے بچ جائے۔ کیونکہ اٹھنے کے بعد موت کا وقت نکل چکا ہو گا۔ لیکن اس کی یہ عرض منظور نہ ہوئی اور اسے پہلے نفخہ تک کی زندگی دی گئی۔ لہٰذا پہلے نفخہ پر شیطان بھی سب کے ساتھ مر جائے گا چالیس سال تک مردہ رہے گا۔ پھر دوسرے نفخہ پر سب کے ساتھ اٹھے گا (روح) بہر حال اس کی بعض دعا قبول ہوئی اور بعض رد ۶۔ معلوم ہوا کہ کوئی دعا کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہے اور دعا سے عمر بڑھ جاتی ہے' تقدیر میں تبدیلی ہو جاتی ہے' کیونکہ شیطان کی یہ درازی عمر اس خبیث کی اس دعا ہی سے ہوئی' تو نبی کی دعا کا کیا پوچھنا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دراصل صرف انسان کا دشمن ہے' انسان کی وجہ سے اوروں کا بھی دشمن ہے کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی وجہ سے نکالا گیا۔ اس کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے' نیز یہ کہ تقیہ کرنا۔ جھوٹ بولنا' اتنا بڑا گناہ ہے کہ ابلیس نے بھی نہ کیا لہٰذا تقیہ باز جھوٹا آدمی شیطان سے بدتر ہے ۸۔ پتہ لگا کہ انبیاء کرام معصوم ہیں' کیونکہ گناہ کرانے والے یا شیطان ہے یا نفس امارہ' انبیاء کے نفوس امارہ نہیں ہوتے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ الا ما رحم ربی اور شیطان ان سے گناہ کرا سکتا نہیں جو نبی کو معصوم نہ مانے وہ شیطان سے بدتر ہے ۹۔ یعنی تیرے اغوا اور بہکانے سے بچ جانا اور میری اطاعت پر ثابت قدم رہنا وہ راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچا دیتا ہے' صوفیاء کے نزدیک اعمال کا اخلاص صراط مستقیم ہے۔ کیونکہ ریا شرک خفی ہے ۱۰۔ اسی سے معلوم ہوا کہ سارے انبیاء معصوم ہیں اور بعض اولیاء کاملین محفوظ' یعنی کسی نبی سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا' اور بعض اولیاء سے کوئی گناہ نہ ہوا۔ جیسے حضرات خلفائے راشدین اور بعض اولیائے کاملین ۱۱۔ اس طرح کہ خود تیری بھی فرمانبرداری کریں' یا تیرے اتباع کرنے والوں کی پیروی کریں' یہ آیت سب کو شامل ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو شیطان مجبوراً گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی اپنی خوشی سے' اسی لئے اتبعک

(بقیہ صفحہ ۴۲۰) فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ تمام انبیاء و اولیاء شیطان سے پناہ مانگتے رہے' کیونکہ اگرچہ وہ شیطان کے تسلط سے معصوم یا محفوظ ہیں' مگر وسوسہ سے کوئی امن میں نہیں حضرت علی فرماتے ہیں کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اس کو نماز میں وسوسے آتے ہیں' کیونکہ شیطان کفار سے فارغ ہو چکا ہے۔

۱۔ اس طرح کہ جو کافر ہو گئے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے' اور جو مومن ہو کر بد عملی میں گرفتار ہوں گے' وہ عارضی طور پر وہاں قیام کریں گے ۲۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقے کا ایک دروازہ۔ ہر مجرم اپنے جرم کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ طبقے میں ہوں گے جہنم' لظیٰ' حطمہ' سعیر' سقر' جحیم' اور ہاویہ ۳۔ یعنی دوزخ کے سات

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ

اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے 1 اس کے سات دروازے

اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ

ہیں 2 ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے 3 بیشک

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ

ڈر والے باغوں اور چشموں میں ہیں 4 ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ

اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

امان میں 5 اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے 6

اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا

آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے 7 نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ

پہنچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں 8 خبر دو میرے بندوں کو

اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ

کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب

الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا

ہے 9 اور انہیں احوال سناؤ ابراہیم کے مہمانوں کا 10 جب وہ اس کے

عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾

پاس آئے تو بولے سلام 11 کہا ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے 12

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ

انہوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں 13 کہا

اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾

کیا اس پر مجھے بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا اب کاہے پر بشارت دیتے ہو 14

طبقے ہیں' ایسے ہی شیطان کے اتباع کرنے والے بھی سات قسم کے لوگ ہیں ان میں سے ہر ایک جماعت کے لئے علیحدہ درجہ ہے' جیسا کافر ویسے ہی درجہ کا مستحق ہو گا ۴۔ یا اس طرح کہ ہر ایک متقی کو مختلف جنتیں عطا ہوں گی' یا متقی لوگ مختلف قسم کے ہیں ہر قسم کا جنتی علیحدہ طبقے میں ہو گا۔ متقی وہ جو بد عقیدگی اور فسق عمل سے محفوظ رہے ۵۔ یہ کلام فرشتوں کا ہو گا جو جنتی لوگوں سے جنت کے دروازے پر پہنچ جانے پر کریں گے' یعنی اب تمہیں نہ تو جنت سے نکالا جاوے گا نہ بیماری آزاری تم پر آوے گی' نہ موت چکھنی ہو گی ۶۔ یعنی جن جنتی لوگوں کے دلوں میں جو کینہ وغیرہ تھے' وہ یہاں دور کر دیئے جاویں گے' جیسے حضرت علی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہ حضرات ۷۔ عمل' اگر یہ آیت کسی حلوے وغیرہ شیرینی پر لکھ کر ان لوگوں کو کھلائی جاوے جن کا آپس میں بغض ہو تو انشاء اللہ ان میں محبت پیدا ہو جاوے گی ۸۔ معلوم ہوا کہ جب جنتی جزاء کے لئے جنت میں جاویں گے' تب نہ نکالے جائیں گے۔ حضرت آدم اور حضور علیہ الصلوۃ و السلام کا معراج میں جنت میں داخلہ جزاء کے لئے نہ تھا۔ حضرت آدم کا وہاں رہنا تربیت کے لئے تھا تاکہ زمین میں اس طرح آبادی کریں' اور حضور کا داخلہ سیر کے لئے تاکہ مشاہدہ کی گواہی دیں' اس لئے وہاں سے باہر تشریف لے آئے رب فرماتا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا لهٰذا آیات میں تعارض نہیں ۹۔ شان نزول ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ پر گزرے' جو آپس میں ہنس رہے تھے فرمایا کہ میں تم کو ہنستا ہوا کیوں دیکھتا ہوں' وہ حضرات اس عتابانہ کلام سے ڈر گئے' اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح البیان) اس سے معلوم ہوا' کہ ایمان کا مدار خوف و امید پر ہے' اس کی رحمت سے امید' عذاب سے خوف لازم ہے ۱۰۔ حضرت جبریل علیہ السلام' اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے جو ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی بشارت دینے مہمانوں کی شکل میں آئے' جنہیں آپ پہچان نہ سکے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہمانی جان پہچان پر موقوف نہیں' اجنبی بھی ملنے آ جاوے تو وہ مہمان ہے دوسرے یہ کہ جائز ہے کہ نبی کسی وقت فرشتے کو نہ پہچانیں' جب کہ وہ وحی الٰہی لے کر نہ آئے ہوں۔ وحی کی صورت میں نبی کا پہچاننا ضروری ہے' ورنہ وحی مشکوک ہو گی ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو ہم سے ملنے کے لئے آئے' وہ ہمارا مہمان ہے' خواہ اسے بلایا ہو یا نہ' دوسرے یہ کہ آنے والے کو سلام کرنا سنت ہے نہ کہ بیٹھے ہوئے کو ۱۲۔ کیونکہ وہ بے وقت آئے تھے اور کھانا بھی قبول نہ فرمایا۔ اس زمانہ میں یہ دشمنی کی علامت تھی' اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے ڈرنا' نبوت کی شان کے خلاف نہیں' موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے خوف فرمایا تھا۔ یہ خوف ایذا ہے نہ کہ خوف اطاعت' انہیں خوف اطاعت غیر اللہ کا نہیں ہوتا لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو علوم خمسہ رب نے دیئے ہیں' کہ انہیں باعلام الٰہی

(بقیہ صفحہ ۴۲۱) معلوم تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹا ہو گا۔ اور وہ نبی اور علیم ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے علم لازم ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے ۱۴۔ یعنی کیا ہم خاوند بیوی دوبارہ جوان کئے جاویں گے' یا اسی طرح بوڑھے رہیں گے اور بیٹا ہو جاوے گا۔ غرض کہ اس میں رب کی قدرت کا انکار نہیں۔ بلکہ فرزند پیدا ہونے کی نوعیت کا سوال ہے یا اس سوال کا منشا اظہار تعجب ہے۔

۱۔ یعنی آپ دونوں ایسے ہی بڈھے رہیں گے' اور بیٹا عطا ہو گا۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو چکے تھے۔ حضرت لقمان نے

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ﴿۵۵﴾

کہا ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے آپ ناامید نہ ہوں [۱]

قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

کہا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے [۲]

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ

کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اے فرشتو [۳] بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

بھیجے گئے ہیں [۴] مگر لوط کے گھر والے [۵] ان سب کو ہم بچا لیں گے

اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۶۰﴾

مگر اس کی عورت ہم ٹھہرا چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے [۶]

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

تو جب لوط کے گھر فرشتے آئے [۷] کہا تم تو کچھ بیگانہ

مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِیْهِ

لوگ ہو [۸] کہا بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک

یَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَیْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

کرتے تھے [۱۰] اور ہم آپ کے پاس سچا حکم لائے ہیں اور ہم بے شک سچے ہیں

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا

تو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے کر باہر جائیے [۱۱] اور آپ انکے پیچھے چلئے [۱۲]

یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور تم میں کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے اور جہاں کو حکم ہے سیدھے چلے جائیے [۱۳]

وَقَضَیْنَاۤ اِلَیْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ

اور ہم نے اسے اس حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ان کافروں کی جڑ کٹ

اپنے فرزند سے فرمایا تھا۔ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اے میرے بچے شرک نہ کرنا' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الحال وہ شرک کر رہا تھا ۲۔ معلوم ہوا کہ یہ سوال انکار کی وجہ سے نہ تھا بلکہ نوعیت پوچھنے کے لئے تھا نیز آپ مایوس نہ تھے' رب سے مایوسی نبی کی شان کے خلاف ہے ۳۔ یعنی اب تم اس کے بعد کیا کرو گے' شاید آپ نے علامات سے پہچان لیا کہ یہ فرشتے صرف بشارت کے لئے نہیں آئے' کچھ اور بھی کریں گے اس لئے یہ سوال فرمایا ۴۔ عذاب نازل کرنے کے لئے' مگر تحقیقات کے بعد' جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ آل بیوی بچوں سب کو کہا جاتا ہے بلکہ متبعین بھی آل میں داخل ہیں' کیونکہ لوط علیہ السلام کی مومن اولاد اور سب متبعین کو نجات دینا رب کا کام ہے' مگر فرشتوں نے کہا ہم نجات دیں گے' بچا لیں گے' لہٰذا مومن یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ بحکم پروردگار عذاب سے بچائیں گے' یا کہ یا رسول اللہ مجھے دوزخ سے بچا لو ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک بختی' بدبختی کا علم رب نے فرشتوں کو دیا ہے' فرشتے جانتے ہیں کہ کون مومن مرے گا اور کون کافر' دوسرے یہ کہ رب کو بندے کے ساتھ ملا کر ایک صیغہ جمع کا بولا جا سکتا ہے۔ فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم ٹھہرا چکے ہیں یعنی ہم نے اور رب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول بھلا کرتے ہیں' اللہ رسول دین و دنیا کی نعمتیں دیتے ہیں ۸۔ خوبصورت لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے گھر مقام سدوم میں ۹۔ معلوم ہوا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ پیغمبر فرشتہ کو نہ پہچانیں' مگر اس وقت جب کہ وہ وحی لے کر نہ آئے ہوں' وحی کے وقت پہچان ضروری ہے' ورنہ کلام الٰہی مشتبہ ہو جائے گا آپ کا مطلب یہ تھا کہ نہ تو تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ نہ تم پر علامت سفر سے کوئی علامت ہے' آخر تم ہو کون مسافر یا مقیم ۱۰۔ یعنی عذاب الٰہی جس سے آپ انہیں ڈراتے تھے اور یہ انکار کرتے تھے یا شک بمعنی انکار ہے۔ کیونکہ قوم لوط عذاب کی انکاری تھی' چونکہ نبی کی خبر میں شک بھی کفر ہے اس لئے اسے شک سے تعبیر فرما دیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط پر سوائے ان کے بعض گھر والوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا' ورنہ یہاں اس مومن کا بھی ذکر ہوتا' یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک صالحین کسی بستی میں رہیں' وہاں عذاب نہیں آتا۔ اس لئے عذاب سے پہلے یہ بندے وہاں سے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں ۱۲۔ تاکہ آپ خبردار رہیں' کہ ان میں سے کوئی رہ تو نہیں گیا' اور ان سب کو رب کا حکم پہنچاتے رہیں' کہ کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے' اس سے معلوم ہوا کہ محافظ کبھی پیچھے بھی رہتے ہیں' جو کوئی رجال غیب کی طرف پیٹھ کر کے جنگ یا مناظرہ میں جائے انشاء اللہ فتح پائے' اس پشت پناہی کا ماخذ یہ آیت ہو سکتی ہے' رجال غیب کے مقامات کی تاریخیں ہمارے رسالہ تصوف میں مذکور ہیں ۱۳۔ یعنی ملک شام کی طرف جہاں جانے کا ان بزرگوں کو حکم تھا۔

مُصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

جائے گی ۱ اور شہر والے خوشیاں مناتے آئے ۲

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں مجھے فضیحت نہ کرو ۳ اور اللہ سے ڈرو

وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾

اور مجھے رسوا نہ کرو ۴ بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اوروں کے معاملہ میں دخل نہ دو

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ

۵ کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں ۶ اگر تمہیں کرنا ہے اے محبوب تمہاری جان کی قسم

لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں ۷ تو دن نکلتے انہیں چنگھاڑ نے

مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا

آ لیا ۸ تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا ۹ اور ان پر کنکر

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کے پتھر برسائے ۱۰ بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ

والوں کے لئے اور بیشک وہ بستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے بے شک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ

نشانیاں ہیں ایمان والوں کو ۱۱ اور بیشک جھاڑی والے ضرور ظالم

لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾

تھے ۱۲ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ۱۳ اور بیشک یہ دونوں بستیاں کھلے راستے پر پڑتی ہیں ۱۴

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ

اور بیشک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۱۵ اور ہم نے ان کو

۱۔ اس طرح کہ کفار کا بچّہ بھی نہ بچے گا۔ جس سے ان کی نسل چلے‘ یہ تمام ہلاکت کے عذاب حضور کی تشریف آوری سے بند ہو گئے ۲۔ فاسد نیت اور برے ارادے سے‘ لیکن وہ یہ واقعہ اس گفتگو سے پہلے ہوا‘ جو اوپر مذکور ہوئی‘ جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہے‘ کیونکہ لوط علیہ السلام اپنی قوم کے آنے کے وقت تک ان فرشتوں کو پہچان نہ سکے تھے‘ جیسا کہ آپ کے اس کلام شریف سے معلوم ہو رہا ہے‘ ورنہ ان فرشتوں کو مہمان فرمانا جھوٹ ہوتا اور جھوٹ نبی کے لئے غیر ممکن ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی عزت و احترام‘ خاطر تواضع سنت انبیاء ہے اگرچہ میزبان اس سے واقف بھی نہ ہو ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی بے عزتی میزبان کی رسوائی کا باعث ہے‘ جیسے کہ مہمان کے احترام میں میزبان کی عزت ہوتی ہے ۵۔ یعنی مسافروں کو پناہ نہ دیا کرو‘ یہ بدبخت مسافر کو پریشان کرتے تھے اور آپ بقدر طاقت ان مسافروں کی حمایت فرماتے تھے‘ جس سے وہ چڑتے تھے‘ ۶۔ یعنی تمہاری بیویاں‘ جو میری قوم کی بیٹیاں اور گویا میری بیٹیاں ہیں اس کی تفسیر وہ آیت ہے‘ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اس سے معلوم ہوا کہ قوم کا بزرگ اپنے چھوٹوں کو اپنا بیٹا بیٹی کہہ سکتا ہے اگرچہ دین میں اختلاف ہو‘ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی قوم کے والد کے مثل ہوتے ہیں نہ کہ بھائی کی طرح ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی جان خدا تعالیٰ کو بڑی پیاری ہے کہ رب نے حضور کے سوا کسی کی جان کی قسم نہ فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافر اگرچہ بظاہر ہوش میں ہو مگر بے ہوش ہے جس عقل و ہوش سے اچھے برے کاموں کی تمیز نہ ہو سکے وہ بے عقلی اور بے ہوشی ہے‘ اور ایسا آدمی بھٹک ہی رہا ہے‘ یہاں اس سے یا تو کفار مکہ مراد ہیں یا قوم لوط‘ اول زیادہ ظاہر ہے‘ اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہے ۸۔ یعنی سورج نکلتے وقت ان کو حضرت جبریل نے ایک چیخ مار کر ہلاک فرما دیا ۹۔ اس طرح کہ جبریل علیہ السلام اس خطہ کی زمین کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور وہاں سے اوندھا کر کے پھینک دیا‘ اس سے معلوم ہوا کہ خاص بندوں کے کام رب کی طرف نسبت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ اوندھا کرنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے ایسا کیا۔ ۱۰۔ اس آیت سے اشارۃً زانی کو رجم یعنی سنگسار کرنا معلوم ہوتا ہے‘ یہ بھی پتہ لگا‘ کہ لواطت یا زنا بدترین جرم ہیں کہ قوم لوط پر تمام قوموں سے زیادہ خطرناک عذاب آیا‘ خیال رہے کہ لواطت پر مذہب حنفیہ میں حد مقرر نہیں حاکم جس طرح چاہے‘ لوطی کو ہلاک کرے۔ قتل سے یا غرق سے یا جس طرح چاہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور دین‘ عقل و فراست اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے کہ اس سے تقویٰ و طہارت نصیب ہوتی ہے‘ بے عقل‘ غافل‘ کافر ایسے واقعات کو اتفاقی یا آسمانی تاثیرات سے مانتا ہے مگر عاقل مومن ان کو مخلوق کی بدعملی کا نتیجہ جان کر رب کا خوف دل میں پیدا کرتا ہے‘ جیسا کہ آج بھی دیکھا جا رہا ہے ۱۲۔ یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم‘ چونکہ ان کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب زمین کے گنجان باغوں میں تھیں‘ اس لئے انہیں جھاڑی والے فرمایا گیا ۱۳۔ اپنے رسول شعیب علیہ السلام کا بدلہ‘ کہ انہیں آگ کے عذاب سے ہلاک کیا‘ ۱۴۔ امام کے معنی ہیں پیشوا‘ عام راستہ کو امام اس لئے کہتے ہیں کہ مسافر اس کی پیروی کرتا ہے‘ اسی طرح لوح محفوظ اور نامہ اعمال کو بھی قرآن کریم میں امام فرمایا۔ یعنی قوم لوط‘ و قوم شعیب کی بستیاں مکہ والوں کے کھلے راہ پر واقع ہیں جن پر یہ لوگ اپنے سفروں میں گزرتے رہتے تھے‘ پھر عبرت کیوں نہ پکڑتے ۱۵۔ حجر مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مقام ہے‘ جہاں قوم ثمود آباد تھی‘ جس کے رسول

(بقیہ صفحہ ۴۲۳) حضرت صالح علیہ السلام تھے' اس سے معلوم ہوا' کہ ایک نبی کی مخالفت تمام رسولوں کی مخالفت ہے' کیونکہ قوم ثمود نے صرف صالح علیہ السلام کو جھٹلایا' مگر رب نے فرمایا کہ قوم ثمود نے تمام رسولوں کی تکذیب کی' ایسے ہی ایک صحابی کا انکار درپردہ تمام صحابہ اور اہل بیت کا انکار ہے' اس سے موجودہ زمانہ کے گستاخوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔

ا۔ پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا' تمام اونٹوں سے زیادہ بڑا ہونا۔ فوراً بچہ دینا۔ بہت دودھ دینا' کنوئیں کا سارا پانی پی لینا' غرضیکہ یہ ایک اونٹنی بہت سے معجزات کا مجموعہ تھی' اس لئے یہاں آیات جمع فرمایا گیا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ کہ بجائے ایمان لانے کے اونٹنی کو قتل کر دیا۔ انہوں نے یہ تو دیکھا کہ اونٹنی ایک دن کا سارا پانی پی لیتی ہے' مگر یہ نہ دیکھا کہ دودھ اتنا دیتی ہے' جو ساری قوم کو کافی ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ معجزہ دیکھ کر اس کو ایمان ملتا ہے جس پر رب کرم فرمائے ۳۔ کہ نہ اس کے گر جانے کا اندیشہ' نہ چوروں کے نقب لگانے کا خطرہ' یا یہ معنی ہیں کہ وہ رب تعالیٰ سے بے خوف تھے' پہلی صورت میں یہ امن رب کی نعمت ہے' دوسری صورت میں رب کا عذاب ۴۔ اکثر عذاب الٰہی صبح کو آیا' اسی لئے نماز فجر و نماز تہجد رکھی گئی ہے کہ ان عابدوں کے طفیل عذاب لوٹ جائے ۵۔ یعنی ان کے مضبوط قلعے اور سارا مال و متاع عذاب الٰہی کو دفع نہ کر سکا۔ ان کی ہلاکت اتوار کی صبح کو ہوئی۔ تین دن پہلے علامات عذاب شروع ہو گئے تھے' چنانچہ پہلے دن ان کے منہ زرد پڑ گئے دوسرے دن سرخ ہو گئے' تیسرے دن سیاہ' چوتھے روز ہلاکت (روح البیان) صالح علیہ السلام نے اپنی مومن جماعت کے ساتھ وہاں سے فلسطین' پھر فلسطین سے مکہ معظمہ میں بیس سال قیام فرما کر وہاں ہی انتقال فرمایا (روح) ۶۔ معلوم ہوا کہ طیب اور خبیث چیز کے پیدا فرمانے میں حکمت ہے' کفر برا ہے لیکن اس کا پیدا کرنا برا نہیں۔ شیطان خبیث ہے مگر اس کا پیدا کرنا حکمت سے خالی نہیں ۷۔ یعنی دنیاوی عذاب' ان کی سرکشی کا پورا بدلہ نہ ہوئے۔ اصل بدلہ قیامت میں دیا جاوے گا ۸۔ یعنی ان کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ کوئی بدلہ نہ لو' یہ آیت جہاد کی آیات سے منسوخ ہے' اب کفار سے بقدر طاقت ضرور بدلہ لیا جاوے گا' ۹۔ یعنی سورہ فاتحہ اور قرآن کریم اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ سورہ فاتحہ سات آیات ہیں' اس پر تمام کا اجماع ہے' دوسرے یہ کہ سورہ فاتحہ بہترین سورۃ ہے' کیونکہ رب تعالیٰ نے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سورۃ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاوے گی' جیسے کہ مثانی سے معلوم ہوا۔

اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ

اپنی نشانیاں دیں ا تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے ۲ اور وہ پہاڑوں میں

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

گھر تراشتے تھے بے خوف ۳ تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑ

مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾

نے آ لیا ۴ تو ان کی کمائی کچھ ان کے کام نہ آئی ۵

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا ۶

بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

اور بے شک قیامت آنے والی ہے ۷ تو تم اچھی طرح

الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ

درگزر کرو ۸ بے شک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے اور بیشک

اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾

ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن ۹

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی ۱۰

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو ۱۱

وَقُلْ اِنِّىْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى

اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈر سنانے والا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے بانٹنے

الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾

والوں پر اتارا جنہوں نے کلام الٰہی کو تکے بوٹی کر لیا ۱۲

چوتھے یہ کہ سورۃ فاتحہ ہجرت سے پہلے بھی نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد بھی۔ کیونکہ مثانی کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں' یعنی بار بار اترنے والی' پانچویں یہ کہ قرآن بڑی عظمت والی کتاب ہے' اس لئے اس کی صفت عظیم فرمائی گئی۔ لہٰذا قرآن کی طرف پشت' پاؤں کرنا ممنوع ہے' بے وضو' بے غسل' اسے چھونا حرام ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو چاہیے کہ کافر اور کافر کے مال و متاع کو کبھی عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے' وہ کتے کی مثل ہیں' دوسرے یہ کہ مومن اگرچہ مسکین ہو' مگر اس کی عزت کرے اور اس کے لئے نرم رہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی آغوش کرم ہر مومن کے لئے کھلی ہے ۱۱۔ شان نزول مکہ معظمہ میں یہود کے سات قافلے بہت مال و متاع لے کر تجارت کے لئے آئے۔ بعض مومنین کے دل میں حسرت ہوئی کہ کاش یہ مال مسلمانوں کا ہوتا۔ کیونکہ مسلمان اس وقت بہت

(بقیہ صفحہ ۴۲۴) تنگ دستہ تھے' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جن میں بظاہر حضور سے خطاب ہے' لیکن بباطن ہر مسلمان سے' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ مسلمانوں کے لئے نرم رہے ۱۲۔ یہاں بانٹنے والوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں' اور قرآن سے مراد توریت و انجیل ہیں کہ ان لوگوں نے ان کتب کی بعض آیات باقی رکھیں' بعض بدل دیں' یا قرآن سے قرآن شریف ہی مراد ہے کہ ان میں سے کسی نے اسے شعر کہا کسی نے کہانت کہا' کسی نے جادو بتایا اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب اس طرح اتاری' جس طرح یہود و نصاریٰ پر توریت و انجیل اتاری تھیں۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾

تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے ۱ جو کچھ وہ کرتے تھے تو علانیہ کہہ دو

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾

جس بات کا تمہیں حکم ہے ۲ اور مشرکوں سے منہ پھیر لو

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِءِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ

بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں ۳ جو اللہ کے ساتھ

مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ

دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے ۴ اور بیشک ہمیں

أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو تو اپنے رب کو سراہتے

رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ

ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو ۵ اور مرتے دم

حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

تک ۶ اپنے رب کی عبادت میں رہو ۷

آیاتہا ۱۲۸ | ۱۶ سورۃ النحل مکیۃ ۷۰ | رکوعاتہا ۱۶

سورۃ نحل مکیہ ہے اس میں سولہ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں ۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا

اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو ۹ پاکی اور برتری ہے اسے ان

يُشْرِكُونَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ

شریکوں سے ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر ۱۰ اپنے جن بندوں پر چاہے

۱۔ یہ سوال عذاب و عتاب کے لئے ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب اکبر ہیں' کہ رب نے اپنی قسم فرمائی تو ان کے ذریعہ سے' کہ تمہارے رب کی قسم ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ حرام ہے' اپنے دین کا اعلان چاہیے' سیرت و صورت سے اس کا اظہار کرے دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم چھپایا نہیں' سب کچھ ظاہر فرما دیا' رب فرماتا ہے۔ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ۔ جو کہے کہ حضور کو حکم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین کریں' مگر صحابہ کے خوف سے نہ کیا وہ کافر ہے کہ ان آیات کا منکر ہے ۳۔ یہ آیت پانچ سرداران قریش کے بارے میں اتری' عاص بن وائل اسود بن مطلب' اسود بن عبد یغوث' حارث بن قیس' ولید بن مغیرہ' یہ لوگ حضور کو ایذا دیتے اور مذاق اڑاتے تھے' یہ سب بری موت سے ہلاک کئے گئے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی عزت و عظمت کا محافظ ہے' اور حضور کے بدگوؤں سے بدلہ لیتا ہے ۴۔ چنانچہ یہ پانچوں بدر سے پہلے برے حال میں مرے (روح البیان) اسود بن مطلب اپنا سر درخت سے ٹکرا ٹکرا کر مرا' اور کہتا تھا کہ نہ معلوم کون میرا سر ٹکرا رہا ہے' حارث نے مچھلی کھائی' شدت کی پیاس سے مرا وغیرہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی رنج و غم دور کرنے کے لئے کافی ہے' رب فرماتا ہے۔ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دشمنوں میں پھنسا ہو' اس کے لئے اللہ کا ذکر اور تقویٰ مضبوط قلعہ ہے' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی ایذا سے ملال ہوتا تھا۔ اس ملال کو دفع فرمانے کے لئے ذکر الٰہی کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں۔ کہ ہمیشہ حق تعالیٰ ان کی دلجوئی فرماتا ہے۔ رنج و غم دور فرماتا ہے' ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو جائے۔ عبادات سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جب حضور کو آخر دم تک عبادت کا حکم دیا گیا' تو ہم کیا چیز ہیں ۷۔ یہاں یقین سے مراد موت ہے' کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ شرعی تکلیفات کی انتہا موت پر ہے کہ موت آتے ہی سارے شرعی احکام ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ والے بعد موت بھی رب کی یاد کرتے ہیں۔ بعض صحابہ کو سنا گیا کہ وہ اپنی قبروں میں سورہ ملک پڑھتے تھے' ۸۔ سورہ نحل مکیہ ہے' مگر آیت' فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ سے آخر سورت تک کی آیتیں مدنیہ ہیں۔ اس سورت میں ۱۶ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں اور دو ہزار آٹھ سو چالیس کلمے' اور سات ہزار سات سو سات حروف ہیں ۹۔ شان نزول۔ کفار مکہ فخریہ اور دل لگی کے طور پر کہا کرتے تھے کہ وہ عذاب کب آوے گا جس سے آپ ہم کو ڈرایا کرتے ہیں' ان کے جواب میں یہ آیت اتری' اس میں اللہ کے حکم سے یا تو بدر کے دن کا عذاب مراد ہے' جو کفار مکہ پر اترا یا قبر کا عذاب یا قیامت کا' کہ یہ چیزیں ہماری نگاہ میں دور ہیں مگر رب تعالیٰ کے نزدیک بالکل قریب ہیں ۱۰۔ وحی کو روح

(بقیہ صفحہ ۴۲۵) اس لئے کہا گیا۔ کہ اس سے جان زندہ ہوتی ہے' جان جسم کو زندہ کرتی ہے اور وحی جان کو' جو اس سے الگ رہا مردہ ہے' وحی لانے والے صرف جبریل ہیں مگر انہیں تعظیم کے لئے ملائکہ جمع فرمایا گیا یا بعض آیات کے نزول کے وقت حضرت جبریل کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوتے تھے' اس لئے جمع ارشاد ہوا۔

ا۔ یہ یہود و نصاریٰ کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ نبوت بنی اسرائیل سے خاص ہے' یا قریش کے اس طعن کا جواب ہے کہ نبوت کسی مالدار آدمی کو ملنی چاہیے تھی' اس سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ خود رب تعالیٰ نے ہی نبوت حضور پر ختم فرمادی۔ یہ ختم نبوت اسی کے مشیت و ارادہ سے ہوا ۲۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم' یا اے مسلمانو! یا اے علماء اسلام' کیونکہ تبلیغ ہمیشہ رہے گی۔ ہر مسلمان بقدر طاقت تبلیغ کرے۔ ۳۔ انسان سے مراد اولاد آدم ہے اور ان میں سے بھی عیسیٰ علیہ السلام مستثنیٰ ہیں' غرضیکہ انسان کو نطفے سے پیدا فرمانا قانون ہے' اور بغیر نطفہ پیدا فرمانا قدرت ہے' رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ' لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں' نطفہ سے مراد ماں باپ دونوں کا نطفہ ہے' باپ کے نطفہ سے ہڈی ہے اور ماں کے نطفہ سے گوشت بال وغیرہ' اسی لئے نسب باپ سے ہے (شان نزول) یہ آیت ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی' جو ایک بار ایک مردہ کی گلی ہوئی ہڈی اٹھا لایا' اور کہنے لگا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر یہ آیت اتری' جس میں فرمایا گیا کہ جو رب پہلے ایک بوند پانی سے انسان کو پیدا فرما سکتا ہے' وہ گلی ہوئی ہڈی میں بھی جان ڈال سکتا ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر جانور حلال نہیں' بعض حرام' جن سے کھانے کے علاوہ دوسرے نفع حاصل ہوتے ہیں' جیسے گدھا' خچر' گھوڑا وغیرہ دوسرے یہ کہ حلال جانور کا بھی ہر حصہ کھایا نہیں جاتا' جیسا کہ منہا سے معلوم ہوا چنانچہ دبر' ذکر' خصیے' پتہ' مثانہ' خون وغیرہ حرام ہیں۔ جن کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے' بعض جانور ایسے ہیں۔ جن سے کسی قسم کا نفع لینا حلال نہیں' جیسے سور' ۵۔ اہل عرب کی دولت جانور تھے' جنہیں یہ لوگ صبح کو گھر سے جنگل لے جاتے' اور شام کو جنگل سے گھر لاتے اور اس کو بہت اچھا محسوس کرتے تھے ۶۔ یعنی اے عرب والو' اگر اونٹ خچر وغیرہ سواریاں پیدا نہ ہوتیں' تو تم لوگ دور دراز کے شہروں تک مشکل سے پہنچتے اور نہایت مصیبتوں سے اپنا تجارتی سامان پہنچاتے اب تم کو آسانی ہو گئی' اس کا شکریہ ادا کرو ۷۔ یہ گھوڑے' خچر' اونٹ وغیرہ روزی تو رب کی کھاتے ہیں۔ اور کام تمہارا کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ کہ ان کے دلوں میں تمہارا رعب پیدا کر دیا اور انہیں تم سے الفت دے دی' ورنہ وحشی جانور تمہارے بس میں نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا حرام ہے' کیونکہ رب تعالیٰ نے اسے گدھے اور خچر کے ساتھ ذکر کیا' اور اس کی پیدائش کی دو حکمتیں بیان فرمائیں سواری اور زینت معلوم ہوا کہ ان تینوں کا حکم ایک ہی ہے اور گدھا' خچر تو حرام ہے' لہٰذا یہ بھی حرام ہے ۹۔ اس میں قیامت تک پیدا ہونے والی تمام سواریوں کا اجمالی ذکر ہے' موٹر' ہوائی جہاز' ریل وغیرہ' غرضیکہ قرآن کریم کی اس آیت نے بہت سے علوم غیبیہ ظاہر فرمادیئے' جن کا تعلق سواریوں سے ہے یا ان کے علاوہ ہے ۱۰۔ یعنی دین اسلام اور مذہب اہل سنت کیونکہ اسلام میں نہ دین موسوی جیسی سختی ہے' نہ دین عیسوی جیسی نرمی' اور مذہب اہل سنت میں نہ رفض و خروج کی طرح زیادتی ہے نہ دیگر مذہبوں کی طرح کمی' لہٰذا درمیانی راستہ یہی ہے' یہ ہی رب تعالیٰ تک پہنچاتا ہے ۱۱۔ اس سے تمام قسم کے کفر مراد ہیں' جو ہمارے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾

جسے چاہتا ہے[۱] کہ ڈر سناؤ[۲] کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو مجھ سے ڈرو

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾

اس نے آسمان اور زمین بجا بنائے وہ ان کے شرک سے برتر ہے

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾

اس نے آدمی کو ایک نتھری بوند سے بنایا[۳] تو جبھی کھلا جھگڑالو ہے

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾

اور چوپائے پیدا کئے ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو[۴]

وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾

اور تمہارا ان میں تجمل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو[۵]

Page-426.bmp

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾

اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچتے مگر ادھ مرے ہو کر[۶] بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے[۷]

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے[۸] اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں[۹]

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾

اور بیچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے[۱۰] اور کوئی راہ ٹیڑھی ہے[۱۱] اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا[۱۲]

(بقیہ صفحہ ۴۲۶) شمار سے باہر ہیں' یہ تمام ٹیڑھے راستے ہیں' جنہیں اختیار کر کے رب تک نہیں پہنچ سکتے' جیسے شرک' یہودیت' نصرانیت' مرزائیت' وہابیت' رفض و خروج وغیرہ ۱۲۔ یہ ترجمہ نہایت اعلیٰ اور نفیس ہے' ہدایت کے معنی راہ دکھانا بھی ہے اور راہ پر لگانا بھی پہلی قسم کی ہدایت سب کو کی گئی۔ مگر دوسری قسم کی ہدایت مسلمانوں کو ہوئی' کفار کو نہ ہوئی' مگر اس سے بندہ مجبور نہیں' اپنے اختیار سے کفر اختیار کرتا ہے' اس لئے سزا جزا کا مستحق ہے' رب فرماتا ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ معلوم ہوا کہ بندہ نہ تو پتھر کی طرح مجبور ہے۔ نہ رب کی طرح مستقل بالاختیار' جبر میں قدر اور قدر میں جبر ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ
وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ۱؎ اس سے تمہارا پینا ہے ۲؎
وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ
اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو ۳؎ اس پانی سے تمہارے لئے
الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ النَّخِیْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ
کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ
ہر قسم کے پھل ۴؎ بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے
یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمْسَ
والوں کو ۵؎ اور اس نے تمہارے لئے مسخر کئے رات اور دن ۶؎ اور سورج
وَ الْقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں ۷؎ بے شک اس میں نشانیاں
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ
ہیں عقلمندوں کو ۸؎ اور وہ جو تمہارے لئے زمین میں پیدا کیا
مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾
رنگ برنگ ۹؎ بے شک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو ۱۰؎
وَ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا
اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا مسخر کیا ۱۱؎ کہ اس میں سے تازہ
طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى
گوشت کھاتے ہو ۱۲؎ اور اس میں سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو ۱۳؎ اور تو
الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ
اس میں کشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں ۱۴؎ اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور

۱۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ آسمان نبوت یعنی حضور کے ذریعہ قرآن' حدیث کا پانی اتارا جس سے تمہیں ایمان بھی ملا جو گویا تمہارے پینے میں کام آیا۔ اور اعمال کے درخت بھی اس سے اگے۔ ان اعمال کے درختوں سے تمہارے نفس بھی فائدہ اٹھاتے ہیں' جو تمہاری سواریاں ہیں۔ اور تمہارے جان و دل بھی' ۲۔ کیونکہ کنوؤں کا پانی بھی بارش کے فیض سے ہے۔ اگر بارش نہ ہو تو کنویں وغیرہ خشک ہو جائیں' لہٰذا یہ حکم سارے جہان کے لئے ہے ۳۔ اگرچہ بارش سے تمام سبزے پیدا ہوتے ہیں مگر چونکہ انسانوں کا عام نفع ان ہی درختوں سے ہے جس سے وہ خود کھائیں یا جانوروں کو چرائیں' اس لئے خصوصیت سے ان کا ہی ذکر فرمایا ۴۔ صوفیاء کے نزدیک شریعت ایمانی کھیتی ہے۔ جس سے ایمانی زندگی قائم ہے۔ شرعی اعمال اس کھیت کے غلے اور دانے ہیں' طریقت ایمانی باغ ہے اور طریقت کے اعمال چلے وغیرہ اس باغ کے لذیذ میوے' یہ سب کچھ قرآن شریف سے ہیں' جس کا ماخذ قرآن اور حدیث نہ ہو وہ گمراہی ہے ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کھیت باغ سے افضل ہے اور کھیتی باڑی کرنا باغبانی سے افضل کیونکہ کھیتی سے زندگی قائم ہے' باغ لذت اور مزہ کے لئے ہوتے ہیں' اس لئے کھیت کا پہلے ذکر فرمایا دوسرے یہ کہ زیتون کھجور انگور دوسرے میووں سے افضل ہیں' اس لئے ان کو خصوصیت سے ذکر فرمایا تیسرے یہ کہ دنیا میں رب نے سارے پھل پیدا نہ فرمائے' سارے تو جنت میں ہی ہوں گے' دنیا میں ہر پھل میں سے بعض پیدا فرمائے اسی لئے مِنْ كُلِّ فرمایا گیا۔ چوتھے یہ کہ فقط ذکر سے فکر افضل ہے فکر سے انسان ولی بن جاتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا سارا نظام ہمارے لئے ہے' رب کو ان کی حاجت نہ تھی' تو ہم کو بھی چاہیے کہ کچھ کام رب کے لئے کیا کریں تا کہ کچھ تو اس کا شکر ادا ہو ۷۔ یعنی چاند تارے' سورج وغیرہ تمہاری خاطر اپنی ڈیوٹیاں اس طرح دے رہے ہیں' کہ نہ کبھی تھکیں نہ چھٹی لیں' خیال رہے کہ ان رات و دن' چاند تاروں وغیرہ سے جیسے جسمانی زندگیاں وابستہ ہیں' ایسے ہی ایمانی زندگیاں بھی وابستہ ہیں' کہ انہی سے روزے' نماز' زکوٰۃ' حج وغیرہ ادا ہوتے ہیں' غرضیکہ یہ ظاہری باطنی انعامات اپنے میں لئے ہوئے ہیں ۸۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ہر ذرہ معرفت الٰہی کا دفتر ہے' لیکن عقل کی ضرورت ہے' دوسرے یہ کہ اللہ کے نزدیک وہی عقل اچھی ہے جو رب کو پہچانے' جو عقل رب تک نہ پہنچائے وہ بے عقلی ہے' تیسرے یہ کہ علم طب' ریاضی وغیرہ اعلیٰ علوم ہیں' اگر ان سے رب کی قدرتوں میں غور کیا جائے ۹۔ صوفیاء کے مشرب میں اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کی زمین میں ایمان' اخلاص' عشق الٰہی' محبت مصطفوی کے رنگ برنگے پھل پھول پیدا کئے' یوں ہی اس دل میں کفر' نفاق' فسق' بے ادبی کے رنگ برنگے کانٹے لگائے اس سے رب کی قدرت کا پتہ لگاؤ ۱۰۔ یہاں یاد سے مراد وہ یاد ہے' جو غور و فکر

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ

کہیں احسان مانو ۱ اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے

اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے ۲ اور ندیاں اور رستے کہ تم راہ پاؤ

وَ عَلٰمٰتٍؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ

اور علامتیں ۳ اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں ۴ تو کیا جو بنائے

كَمَنْ لَّا یَخْلُقُؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا

وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے ۵ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے ۶ اور اگر اللہ کی

نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۸﴾

نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے ۷ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۸

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ الَّذِیْنَ

اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو ۹ اور اللہ کے سوا

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْـٴًـا وَّ

جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود

هُمْ یُخْلَقُوْنَؕ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍۚ وَ مَا یَشْعُرُوْنَۙ

بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں ۱۰ زندہ نہیں، اور انہیں خبر نہیں

اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۠ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ فَالَّذِیْنَ

لوگ کب اٹھائے جائیں گے ۱۱ تمہارا معبود ایک معبود ہے ۱۲ تو وہ جو

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ هُمْ

آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ

مغرور ہیں ۱۳ فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے

ع ۸

(بقیہ صفحہ ۴۲۷) کے ساتھ ہو' جیسا کہ ذل کے شد سے معلوم ہوا۔ ذکر اور ہے۔ تذکر کچھ اور ۱۱۔ جس میں کشتیاں' جہازوں کے ذریعے پہنچ کر کھانے کے لئے مچھلیاں پہننے کے لئے موتی مونگے نکال لیتے ہیں' دریا میں جا کر بخیریت وہاں سے نکل آنا اس لئے کہ رب نے اسے تمہارا تابع کر دیا کہ تمہیں غرق نہیں کرتا ۱۲۔ عربی لغت میں مچھلی کے گوشت کو بھی لحم کہا جاتا ہے۔ مگر اصطلاح اس کے خلاف ہے' اس لئے جو لحم کھانے کی قسم کھائے وہ مچھلی کھا سکتا ہے' کیونکہ قسم کا مدار عرف پر ہے ۱۳۔ یعنی سمندر سے موتی مرجان نکلتے ہیں' جنہیں تمہاری عورتیں تمہارے لئے پہنتی ہیں اور تم بھی موتی کے بٹن وغیرہ استعمال کرتے ہو ۱۴۔ صوفیاء کے نزدیک طریقت سمندر ہے شریعت کشتی' یا قرآن و حدیث سمندر ہے فقہ اس کی کشتی' کہ فقہ کے بغیر قرآن و حدیث ہلاکت کا باعث ہے' اس سمندر کو امام کی کشتی میں طے کرو۔

۱۔ یعنی کشتیوں کے ذریعہ تم دریاؤں میں سفر کر کے تجارت چمکاتے ہو۔ بعض لوگ اس راستہ سے حج کرتے ہیں' بعض لوگ کشتیوں کے ذریعہ مچھلی وغیرہ کا شکار کرتے' دریا سے موتی مونگا نکالتے ہیں' یہ سب فضل تلاش کرنے میں شامل ہے' اس کا شکریہ لازم ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی' کیونکہ لنگر جہاز کو روکنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں' اگر اب بھی زمین حرکت کرتی ہو' تو پہاڑوں کا لنگر ڈالنا بیکار ہوا۔ آسمان بھی حرکت نہیں کرتا صرف تارے ایسے گردش کر رہے ہیں' جیسے دریا میں تیرنے والا' رب فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ کل پہاڑ چھ ہزار چھ سو تستر ہیں' چھوٹی پہاڑیاں علاوہ (روح) ۳۔ یعنی دریا و خشکی میں ایسی علامتیں مقرر فرمائیں' جن کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچنا آسان ہوتا ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ تارے وقت اور سمت معلوم کرنے کی علامتیں ہیں' ان سے غیبی حال معلوم کرنا حرام ہے لہٰذا علم توقیت حق ہے اور علم نجوم باطل۔ ۵۔ کفار عرب اپنے بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے' اس کے باوجود انہیں خدا کی طرح جانتے تھے' اس لئے انہیں پوجتے تھے۔ اس آیت میں اس کی تردید فرمائی۔ یعنی مخلوق خالق کی طرح نہیں ہو سکتی' تو اس کی طرح معبود کیسے ہو گی ۶۔ خیال رہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی بھی ہے اور اس کے بعض خاص بندوں کی بھی' مگر عبادت صرف رب کی ہونی چاہیے' عبادت میں معبود کو رب یا رب کی مثل مان کر تعظیم کی جاتی ہے' نماز میں کعبہ کی تعظیم ہے' اور رب کی عبادت مگر مشرک کا سجدہ بھی بت کی طرف ہے اور عبادت بھی بت کی' لہٰذا وہ فعل شرک ہے' مومن کا آب زمزم کی تعظیم کرنا عین ایمان ہے مشرک کا گنگا جل کی تعظیم کرنا شرک ہے ۷۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ نعمتیں داخلی ہم کو عطا فرمائیں اور کچھ خارجی' اور دونوں ہمارے شمار سے باہر ہیں' چہ جائیکہ ان کا شکریہ ادا ہو ۸۔ کہ باوجود بندوں کے کفر و سرکشی کے اپنی نعمتیں بند نہیں فرماتا۔ اور بڑے سے بڑا گناہ توبہ سے معاف فرما دیتا ہے۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو ازل سے جانتا ہے وہ علیم و قدیم ہے اور ہمارے کام کرنے کی حالت میں بھی ہمارے کاموں کو دیکھتا ہے' یہ مشاہدہ فرمانا حادث ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہوا لِیَعْلَمَ اللّٰهُ تا کہ اللہ جان لے' یا فرمایا گیا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا ابھی تک اللہ نے مجاہدوں کو نہ جانا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۰۔ اس سے مشرکین عرب کے بت مراد ہیں' یعنی درخت' پتھر' وغیرہ حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں' ان کے مراتب عالی کا دوسری آیات میں ذکر ہے' بلکہ فرشتے بھی اس آیت سے خارج ہیں' رب تعالیٰ شہداء کے بارے میں فرماتا ہے۔ کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ لہٰذا اس آیت میں نبیوں کو داخل ماننا غلط ہے ۱۱۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۴۲۸) ان بے جان بتوں کو نہ تمہاری موجودہ عبادت کی خبر ہے' نہ انہیں تمہارے اگلے حالات کا علم ہے' کہ تم قبروں سے کب اٹھو گے' ایسی بے شعور چیز کی عبادت کرنا بالکل حماقت ہے ۱۲۔ اللہ تعالیٰ ذاتا" بھی ایک ہے اور صفاتا" بھی ایک' لٰہذا جو کوئی رب کو ایک مان کر کسی اور میں اس کی سی صفات مانے وہ بھی ایسا ہی مشرک ہے' جو رب کی ذات میں شریک کرے ۱۳۔ یعنی کفار میں دو عیب ہیں' انکار اور تکبر' اس لئے یہ لوگ نبی کے قول اور دلائل پر بھی ایمان نہیں لاتے' اس سے معلوم ہوا کہ تکبر مومن کی صفت نہیں۔

وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝٢٣ وَ

اور جو ظاہر کرتے ہیں لے ۔ بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا ۲ے اور

إِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ

جب ان سے کہا جائے تمہارے رب نے کیا اتارا ۳ے کہیں اگلوں کی

الْأَوَّلِينَ ۝٢٤ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ

کہانیاں ہیں ۴ے کہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں ۵ے

وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ

اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں ۶ے سن لو کیا ہی برا بوجھ

مَا يَزِرُونَ ۝٢٥ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ

اٹھاتے ہیں ۷ے بے شک ان سے اگلوں نے فریب کیا تھا ۸ے تو اللہ نے ان کی

بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن

چنائی کو نیو سے لیا تو اوپر سے ان پر چھت

فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝٢٦

گر پڑی اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں کی انہیں خبر نہ تھی ۹ے

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا ۱۰ے اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ

الَّذِينَ كُنتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا

شریک جن میں تم جھگڑتے تھے ۱۱ے علم والے کہیں گے ۱۲ے

الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝٢٧

آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ ۖ

وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں ۱۳ے اس حال پر کہ وہ اپنا برا کر رہے تھے ۱۴ے

رکوع ۹

۱۔ لٰہذا تمہیں چاہیے کہ دل کی نیت و عقائد بھی ٹھیک کرو جو چھپے ہوئے ہیں اور اعمال بھی درست رکھو جو ظاہر ہیں' صورت بھی مسلمانوں کی سی بناؤ اور سیرت بھی اور ظاہری گناہوں سے بھی بچو' باطنی سے بھی اللہ توفیق دے' ۲۔ یعنی خواہ کافر متکبر ہو یا مومن اللہ کو ناپسند ہیں' خیال رہے کہ تکبر حق بھی ہوتا ہے اور باطل بھی' اسی لئے اللہ کا نام ہے متکبر' لیکن استکبار ہمیشہ ناحق غرور کو کہتے ہیں' جہاد میں کفار کے مقابل تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان بھائیوں سے تکبر و غرور حرام ہے' اللہ و رسول کے سامنے تکبر کفر و ارتداد ہے' یہاں یہ تیسرا تکبر مراد ہے' کفار عرب کو اسی تکبر کی بیماری تھی' بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار قبول ہے ۳۔ شان نزول' یہ آیت نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی۔ جس نے جھوٹے قصے کہانیاں یاد کر رکھی تھیں اور لوگوں سے کہتا تھا۔ کہ قرآن بھی جھوٹے قصوں کا مجموعہ ہے اور مجھے بھی کہانیاں بہت سی یاد ہیں ۴۔ اساطیر اسطورہ کی جمع ہے اسطورہ چھوٹی کہانیوں کو بھی کہتے ہیں اور لغو بیہودہ قصوں کو بھی' جن سے فائدہ کوئی نہ ہو۔ کفار عرب قرآن کریم کے قصوں کو انہیں معانی سے اسطورہ کہتے تھے۔ یعنی جھوٹی اور بے کار کہانیاں نعوذ باللہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کو گناہوں کی کامل سزا نہ ملے گی' بہت کی معافی ہو جاوے گی۔ ۶۔ یعنی سردار کفار پر اپنے گناہوں کا بھی بوجھ ہو گا اور ان متبعین کفار کا بھی جو ان کے بہکانے سے گمراہ' بدکار ہوئے ایسے ہی علماء و مشائخ کو اپنے نیک اعمال کا بھی ثواب ملے گا اور ان متبعین کا بھی جو ان کی ہدایت سے نیک بنے ۷۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ گمراہ کرنے والا' سارے تابعین کا بوجھ اٹھائے گا مگر وہ خود بھی بوجھ میں ہوں گے۔ مگر بخوشی نہ اٹھائے گا' مجبورا" اٹھانا پڑے گا ۸۔ اس سے مراد یا تو نمرود بن کنعان ہے جس نے بہت اونچا محل بنوایا' تا کہ آسمان والوں خصوصا" رب تعالیٰ سے جنگ کرے' اس کی بلندی پانچ ہزار گز تھی' رب کی قدرت سے ایسی ہوا چلی۔ جس سے عمارت گر گئی' اور بہت لوگ اس سے دب کر مر گئے' یا اس سے مراد عام پچھلی امتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے بطور مثال بیان فرمایا کہ کفار مکہ کے فریب اس قسم کے ہیں جیسے پچھلی قوموں نے اپنے پیغمبروں سے کئے' اور ان میں وہ ناکام ہوئے جیسے کوئی بڑی اونچی عمارت بنائے اور وہ عمارت گر جاوے' جس میں وہ خود ہی دب جاوے ۹۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نمرود جیسے سرکش بادشاہ کو مچھر جیسی کمزور چیز سے ہلاک کیا۔ اور فیل والوں کا ابابیل سے فنا کیا' قوم عاد جیسی بہادر قوم کو ہوا سے غارت کیا' اللہ کی فوج ہر جگہ ہر وقت موجود ہے اس سے ڈرنا چاہیے ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر دنیاوی عذاب آخرت کے عذاب کو کم نہ کرے گا' وہ عذاب علیحدہ ہو گا' دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگار کو اگرچہ عذاب دے گا مگر اسے رسوا نہ فرمائے گا۔ رسوائی کفار کے لئے خاص ہے' گنہگار مومن کو عذاب ایسا چھپ کر ہو گا کہ کسی کو خبر تک نہ ہو گی' ۱۱۔ رب کا یہ کلام کفار پر عتاب

فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍؕ بَلٰۤى اِنَّ

اب صلح ڈالیں گے کہ ہم تو کچھ برائی نہ کرتے تھے لہ ہاں کیوں نہیں بیشک

اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ

اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے کوتک تھے ٹہ اب جہنم کے دروازوں

جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۲۹﴾

میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو ٹہ تو کیا ہی برا ٹھکانہ مغروروں کا ٹہ

وَ قِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَا ذَاۤ اَنْزَلَ رَبُّكُمْؕ قَالُوْا خَیْرًاؕ

اور ڈر والوں سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا بولے خوبی ٹہ

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌؕ وَ لَدَارُ

جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کیلئے بھلائی ہے ٹہ اور بیشک پچھلا

الْاٰخِرَةِ خَیْرٌؕ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

گھر سب سے بہتر ٹہ اور ضرور کیا ہی اچھا گھر پرہیزگاروں کا بسنے کے باغ

یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا

جن میں جائیں گے ان کے نیچے نہریں رواں انہیں وہاں ملے گا

مَا یَشَآءُوْنَؕ كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۱﴾

جو چاہیں ٹہ اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے پرہیزگاروں کو

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ طَیِّبِیْنَۙ یَقُوْلُوْنَ

وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں ٹہ یہ کہتے ہوئے

سَلٰمٌ عَلَیْكُمُۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾

کہ سلامتی ہو تم پر ٹہ جنت میں جاؤ لہ بدلہ اپنے کئے کا ٹہ

هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَوْ یَاْتِیَ

کاہے کے انتظار میں ہیں ٹہ مگر اس کے کہ فرشتے ان پر آئیں یا تمہارے

(بقیہ صفحہ ۴۲۹) کے لئے ہو گا۔ اور ان کے بتوں کو اپنا شریک فرمانا ان پر غضب کے لئے یعنی جن بتوں کو تم میرا شریک کہتے تھے بتاؤ وہ کہاں ہیں' اس آیت میں انبیاء اولیاء داخل نہیں کہ کوئی مسلمان انہیں خدا کا شریک نہیں مانتا اور وہ اپنے غلاموں کی امداد رب کے حکم سے ضرور کریں گے۔ ۱۲۔ علم والوں سے مراد امتوں کے نبی' ان کے علماء' اولیاء اور امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء اولیاء ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ دنیا میں بھی اعلیٰ ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ہو گا۔ کہ رب تعالیٰ نے ان ہی کا قول نقل فرمایا ہے۔ ۱۳۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے کام اس کے خاص بندوں کی طرف نسبت کئے جاسکتے ہیں کیونکہ موت دینا رب کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ انہیں فرشتے وفات دیتے ہیں لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ عزت دیتے ہیں حضور جنت دیتے ہیں' دوسرے یہ کہ جان نکالنا حضرت عزرائیل کا کام ہے مگر ان کے ساتھ ان کے خدام فرشتے بھی ہوتے ہیں لہٰذا اس آیت اور دوسری آیت میں تعارض نہیں قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ جیسے رب فرماتا ہے۔ ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ دیکھو وحی لانا حضرت جبریل علیہ السلام کا کام ہے مگر ملائکہ جمع فرمایا گیا ہے' تیسرے یہ کہ خاتمہ کا اعتبار ہے جو کفر پر مرے وہ کافر ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان و کفر میں خاتمہ کا اعتبار ہے جو عمر بھر کافر رہے مگر مرتے وقت مومن ہو جاوے وہ مومن ہے' اور جو مومن رہے اور مرتے وقت کافر ہو جاوے وہ کافر ہے' جن آیات میں کفار کی برائی مذکور ہے ان سب میں یہی مراد ہے

۱۔ ظاہر ہے کہ کفار دیدہ دانستہ انکار کریں گے کہ ہم کافر بدکار نہ تھے' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دین و اعمال کو بھول جائیں' اس لئے انکار کریں' جیسے کہ قبر میں کافر کہے گا۔ ھاھالا ادری مجھے نہیں خبر کہ میرا دین کیا ہے مگر مومن کو اپنے اعمال یاد بھی رہیں گے۔ اور وہ اقرار بھی کرے گا ۲۔ علیم و خبیر حاکم کے سامنے ملزم کا انکار مفید نہیں' اس کے باوجود خود کافر کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے گواہی دلوا دی جائے گی مگر یہ گواہی رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ مجرم کی زبان بندی کرنے کے لئے ہو گی ۳۔ معلوم ہوا کہ مومن خواہ کیسا ہی بڑا مجرم ہو' دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا' آخرکار وہاں سے نکلے گا ۴۔ معلوم ہوا کہ انسان کا تکبر جھوٹا ہے اسی لئے جرم ہے یا جو غرور نبی کے مقابلہ میں ہو وہ جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی برحق ہے' لہٰذا اس کے لئے تکبر صفات کریمہ میں سے ہے ۵۔ عرب کے دیہاتی باشندے حج کے موقع پر مکہ معظمہ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حالات کی تحقیقات کرتے تھے' جب کافروں سے پوچھتے تو ان میں سے کوئی تو حضور کو جادوگر کہتا تھا کوئی دیوانہ' کوئی شاعر' معاذ اللہ' اور جب صحابہ سے ملتے تھے تو صحابہ کرام حضور کے اوصاف حمیدہ اور قرآن کریم کے فضائل بتاتے تھے' اس واقعہ کا اس میں ذکر ہے (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ جمال یار تو ایک ہے۔ مگر دیکھنے والوں کی نگاہیں مختلف ہیں۔ ۶۔ پہلی بھلائی سے مراد ایمان' اور نیک اعمال ہیں اور دوسری بھلائی سے مراد جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے بلکہ دنیا میں اچھی زندگی' فتح و کامیابی اور اللہ کی بڑی نعمتیں عمدہ رزق ۷۔ اس لئے کہ وہاں موت نہیں کوئی تکلیف نہیں اللہ کی ناراضگی نہیں' آپس کی نااتفاقی نہیں' اس خیر کو حاصل کرنے کے لئے اعمال بھی خیر چاہئیں ۸۔ یعنی دنیا میں تو ہم جو چاہیں وہ تم کرو۔ جنت میں جو تم چاہو گے ہم کریں گے' خیال رہے کہ دنیا میں ہمارے ساتھ نفس امارہ بھی ہے اور دل بھی' نفس بری خواہشیں کرتا ہے اور دل اچھی خواہشیں' اس لئے یہاں ہماری ہر بات ماننے کے قابل نہیں' مگر جنت میں نفس امارہ نہ ہو گا۔ لہٰذا

(بقیہ صفحہ ۴۳۰) وہاں جنتی اچھی خواہشیں ہی کرے گا۔ اسی لئے وہاں ہماری ہر بات مانی جاوے گی ۹۔ معلوم ہوا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے' متقی وہ جس کا خاتمہ تقوٰی پر ہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ جان نکالنے کے وقت بہت فرشتے حاضر ہوتے ہیں' ملک الموت اور ان کے خدام' یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فرشتے سارے عالم میں بیک وقت موجود ہوتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت کے فرشتے مومن کو سلام کر کے آتے ہیں اور جنت کی خوشخبریاں دے کر جان نکالتے ہیں' تا کہ نزع آسان ہو ۱۱۔ یا تو فی الحال روحانی طور پر کہ تمہاری روحیں پرندوں کی شکل میں جنت کی سیر کریں یا تمہاری قبر میں جنت کی ہوائیں آتی رہیں گی یا بعد قیامت میں جنت میں جانا کیونکہ جسمانی

أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

رب کا عذاب آئے ان سے اگلوں نے ایسا ہی کیا ۱؎

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾

اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۲؎

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا

تو ان کی بری کمائیاں ان پر پڑیں ۳؎ اور انہیں گھیر لیا اس نے

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ

جس پر ہنستے تھے اور مشرک بولے ۴؎

شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ

اللہ چاہتا تو اس کے سوا کچھ نہ پوجتے ۵؎ نہ ہم اور نہ ہمارے

وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ

باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے ۶؎

كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى

ایسا ہی ان سے اگلوں نے کیا تو رسولوں

الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي

پر کیا ہے مگر صاف پہنچا دینا ۷؎ اور بیشک ہر امت میں

كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا

ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو پوجو ۸؎ اور شیطان

الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ

سے بچو تو ان میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی

حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

ٹھیک اتری ۹؎ تو زمین میں چل پھر

طور پر جنت کا داخلہ بعد قیامت ہو گا۔ ۱۲۔ خیال رہے کہ جنت کا حصول تین طرح ہو گا اپنے عمل سے متقیوں کے لئے' کسی دوسرے کے عمل کی برکت سے' جیسے مسلمانوں کے نابالغ فوت شدہ بچے بغیر کسی عمل کے' جیسے وہ مخلوق جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جاوے گی' یہاں خطاب پہلی قسم والوں سے ہو رہا ہے' رب فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ لیکن چونکہ عام طور پر جنت اعمال کے عوض ملے گی' اس لئے قرآن کریم میں اس کا ذکر بہت زیادہ ہوتا ہے' علماء فرماتے ہیں کہ جنت کا داخلہ اللہ کے فضل سے ہو گا اور وہاں درجات اپنے اعمال سے (روح) ۱۳۔ یعنی جو آپ کو دیکھ کر آپ کا کلام سن کر بھی ایمان نہ لائے' وہ یا تو موت کا انتظار کر رہا ہے' یا دنیاوی عذاب کا' جیسے جنگ بدر و حنین کی شکست اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا آخری وسیلہ ہیں' جسے آپ سے ہدایت نہ ملی' اسے کہیں ہدایت نہیں مل سکتی ۱۔ یعنی قوم عاد و ثمود وغیرہ بھی کفر پر اڑے رہے' عذاب دیکھ کر نبی کی سچائی محسوس کی مگر اس وقت کا ماننا بیکار ہے عذاب دفع نہیں ہوتا ۲۔ ظلم کے معنی ہیں غیر کی چیز اسکی بغیر اجازت استعمال کرنا' ہم رب کے ہیں اس کی مرضی کے خلاف عمل کرنا ظلم ہے گنہگار مسلمان بھی ظالم ہے اور کافر بھی' البتہ کافر بڑا ظالم ہے' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۳۔ یہاں سیئات سے مراد کفر و گناہ کی سزائیں ہیں رب فرماتا ہے۔ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ۔ برائی کا بدلہ برائی ہے ۴۔ یعنی مشرکین مکہ حضور سے مذاق کے طور پر یہ کہتے تھے ۵۔ خیال رہے کہ یہاں مشیت سے مراد راضی ہونا ہے انکا مطلب یہ تھا کہ رب شرک سے راضی ہے اس لئے ہم شرک کرتے ہیں' یہ عقیدہ کفر ہے اور اگر مشیت ارادہ کے معنی میں ہو' تو مسئلہ نہایت درست ہے کیونکہ دنیا کا ہر کام رب کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے' رب فرماتا ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ان بدنصیبوں نے ارادہ اور رضا میں فرق نہ کیا' اس لئے ان کا یہ قول بے ادبی اور کفر ہوا ۶۔ اس سے

معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو اللہ و رسول نے حرام نہ کیا ہو انہیں حرام جاننا اور اس حرمت کو حکم شرعی سمجھنا کفار کا طریقہ ہے کہ وہ بحیرہ' سائبہ وغیرہ جانوروں کو حرام سمجھتے تھے اور کہتے تھے' کہ رب نے حرام فرمایا ہے' اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بلا دلیل شرعی ہر چیز کو حرام کہہ دیتے ہیں دلیریں کہتے ہیں کہ گیارہویں شریف حرام' میلاد شریف حرام وغیرہ ۷۔ یعنی پیغمبر کے ذمہ لوگوں کو ایمان پر مجبور کرنا نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر مخلوق سے بے نیاز ہوتے ہیں اگر کوئی بھی ایمان نہ لائے تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ سبحان اللہ ۸۔ یعنی ایمان لا کر یا کہو کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے ورنہ مشرک ایمان سے پہلے عبادات کے مکلف نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے بے دینوں سے بچنا بہت ضروری ہے ۹۔ یعنی کسی نبی سے سب لوگوں نے ہدایت حاصل نہ کی' سورج سے سب نور حاصل نہیں کرتے' چمگادڑ محروم

(بقیہ صفحہ ۴۳۱) رہتا ہے' بارش سے ہر زمین سرسبز نہیں ہوتی' بنجر زمین بے فیض رہتی ہے تو اے محبوب اگر بعض بدبخت آپ پر ایمان نہیں لاتے تو آپ غمگین کیوں ہوتے ہیں۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی اور قہر ربانی کا مشاہدہ کرنا ہو تو کفار کی بستی دیکھو لہٰذا' اگر رحمت الٰہی کا نظارہ کرنا ہو' تو اولیاء اللہ کے آستانے دیکھو' وہاں کے نظارے کرو' نیز بزرگان دین سے ملاقات کے لئے سفر کرنا بہتر ہے جب کفار کی اجڑی بستیوں کی طرف سفر کر کے جانا جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ

کر دیکھو لہ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ۲ اگر تم ان کی

تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ

ہدایت کی حرص کرو ۳ تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے ۴

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

اور انکا کوئی مددگار نہیں ۵ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے

لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا ہاں کیوں نہیں سچا وعدہ اس کے ذمہ پر ۶

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اس لئے کہ انہیں

الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ

صاف بتا دے جس بات میں جھگڑتے تھے اور اس لئے کہ کافر جان لیں کہ

كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ

وہ جھوٹے تھے ۷ جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے

نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ

کہ ہم کہیں ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ۸ اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار

مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

چھوڑے مظلوم ہو کر ۹ ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے ۱۰

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ

اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے ۱۱ کسی طرح لوگ جانتے وہ جنہوں

صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا

نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ۱۲ اور ہم نے تم سے

کہ تاریخ و جغرافیہ سیکھنا ثواب ہے کہ اس سے رب کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے' لیکن یہ جب ہی ہے کہ تاریخ و جغرافیہ صحیح ہو اور صحیح نیت سے پڑھے ۳۔ (شان نزول) حضور جانتے تھے کہ سب کافر ایمان نہ لائیں گے' بعض کے دوزخی ہونے کی خبر بھی دے دی تھی' اس کے باوجود آپ کی کوشش یہ تھی کہ سارے ہی ایمان لے آویں' ان بعض کے ایمان نہ لانے پر حضور کو صدمہ ہوتا تھا' اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' خیال رہے کہ حضور کا یہ حرص فرمانا' حضور کا کمال تھا' رحمتہ للعالمین ہونے کا ظہور تھا اس حرص پر بھی آپ کو ثواب ملے گا کہ یہ تبلیغ کی قسم ہے محبوب کا حسن بے اختیاری ہے اس آیت کو حضور کی بے علمی یا کم علمی پر دلیل بنانا بڑی حماقت ہے ۴۔ یعنی جسے گمراہ رہنے اور گمراہی پر مرنے کے لئے پیدا فرما دے اس کے ایمان نہ لانے میں آپ پر کوئی باز پرس نہیں' خیال رہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا فرمایا کہ یہ لوگ اپنے اختیار سے گمراہ رہیں' ان کی یہ گمراہی اور ان کا یہ برا اختیار دونوں اللہ کے علم میں آچکے لہٰذا بندہ مجبور نہیں باذن الٰہی مختار ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کافروں کے لئے ہے مومنوں کے لئے رب بہت سے مددگار مقرر فرمائے گا' یہ آیت حضور کی انتہائی نعت ہے' جیسے لائق شاگرد سبق زیادہ لینا چاہے اور استاد کم پڑھائے اور کہے کہ تم کتنی بھی حرص کرو۔ تمہیں سبق اتنا ہی ملے گا۔ یہ استاد کا کرم ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہیں' مگر یہ وجوب خود اس کے اپنے ذمہ واجب فرما لینے سے ہے نہ کہ دوسرے کے واجب کرنے سے ۷۔ یعنی قیامت کا اصل مقصود پیغمبروں کی حقانیت کا اظہار ہے۔ حساب و کتاب توتبعاً ہو گا کیونکہ حساب و کتاب تو بہت جلد ہو جاوے گا مگر قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے باقی وقت میں کیا ہو گا' اظہار عزت رسول' کفار کی رسوائی' مومنین کی عزت افزائی ہو گی ۸۔ یعنی ہماری قدرت یہ ہے کہ' کن سے ہر چیز بنا دیں' مگر بعض مخلوق کو مٹی سے بعض کو کسی اور چیز سے بڑی مدت میں بنایا' وہ قدرت ہے یہ حکمت' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' قانون اور چیز ہے قدرت کچھ اور' عالم ارواح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام' کن سے ہی پیدا ہوئے یہ رب کی قدرت ہے ۹۔ یہ آیت ان سب مہاجرین صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کے مکہ کے ظلموں سے تنگ آکر حبشہ' پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے' اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہجرت عبادت ہے جو نفس کی خاطر نہ ہو' رضاء الٰہی کے لئے ہو' ہر عبادت کا یہی حال ہے ۱۰۔ یعنی مدینہ منورہ میں' چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا۔ خیال رہے کہ یہ وعدہ صرف اولین مہاجرین صحابہ سے تھا جو پورا ہو چکا' ہمیشہ ہر مہاجر کے لئے یہ وعدہ نہیں' بہت مہاجر اچھی جگہ نہیں پاتے' بے کسی کی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض لحاظ سے مدینہ منورہ مکہ معظمہ

وقف لازم

معانقہ

(بقیہ صفحہ ۴۳۲) سے افضل ہوا۔ کیونکہ افضلیت تو حضور کے قدم سے وابستہ ہے ۱۱۔ یعنی مہاجرین کو مدینہ منورہ میں آرام مل جانا آخرت کے ثواب کو کم نہ کرے گا' جیسے سرکاری حکام کا بھتہ یا سفر خرچ تنخواہ کم نہیں کر دیتا ۱۲۔ صبر اور توکل سلوک کا انتہائی مقام ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارے مہاجرین اولین ولایت کے انتہا درجے پر تھے جس کی گواہی رب دے رہا ہے' چونکہ یہ آیت مکی ہے اس لئے اس میں صرف مہاجرین اولین داخل ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ وطن چھوڑنے پر صبر کرنا بڑی فضلیت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت ہجرت مکہ معظمہ کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا' تو نہ نکلتا (روح)

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ

پہلے نہ بھیجے مگر مرد ؎۱ جن کی طرف ہم وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے

الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ

پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ؎۲ روشن دلیلیں اور کتابیں لے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

کر ؎۳ اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کر دو

اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ

جو ان کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں ؎۴ تو کیا جو لوگ برے مکر کرتے

مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ

ہیں ؎۵ اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے ؎۶

اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾

یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو

اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ

یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے ؎۷ کہ وہ تھکا نہیں سکتے یا انہیں

يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

نقصان دیتے دیتے گرفتار کرلے ؎۸ کہ بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے ؎۹

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا

اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اس کی پرچھائیاں

ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ

داہنے اور بائیں جھکتی ہیں ؎۱۰ اللہ کو سجدہ کرتی ؎۱۱ اور وہ اس کے حضور

دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

ذلیل ہیں ؎۱۲ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمیشہ انسان مرد' بالغ ہوئے کوئی مخلوق انسان کے علاوہ نبی نہیں' عورت نبی نہیں' نابالغ بچے' دیوانہ نبی نہیں ہوئے۔ ہاں بعض انبیاء کو بچپن میں نبوت ملی۔ مگر پھر بالغ ہو کر بھی نبی رہے ۲۔ یہ آیت ان مشرکین کے رد میں اتری جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بشر کو نبی نہیں بنا سکتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے۔ کیونکہ نہ جاننے والے پر ضروری ہے کہ وہ جاننے والے سے پوچھے' تقلید میں بھی یہی ہوتا ہے کہ غیر مجتہد اجتہادی مسائل اپنے امام سے پوچھتا ہے ۳۔ بینات سے مراد معجزات ہیں' اور کتابوں سے مراد صحیفے اور آسمانی کتابیں سب ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزے عطا فرمائے' کوئی نبی بغیر معجزہ نہ تشریف لائے' اس ہی طرح کوئی پیغمبر کتاب الٰہی یا صحیفہ آسمانی سے خالی نہیں تھے' خواہ نئی کتاب ہو یا پرانی بہر حال یہ آیت بہت سے مسائل کا ماخذ ہے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کریم کا نام ذکر بھی ہے' کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے باعث عزت و نصیحت ہے' گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے۔ حضور کی یادگار ہے' دوسرے یہ کہ قرآن تبلیغ کے لئے اترا نہ کہ چھپانے کے لئے تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم قرآن چھپایا نہیں۔ سب شائع فرما دیئے' چوتھے یہ کہ قرآن میں فکر و تدبر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے لٰہذا قاری سے عالم افضل ہے اور تلاوت قرآن سے تدبر قرآن اعلیٰ ہے کیونکہ نزول قرآن کا اصل مقصد تفکر ہے ۵۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو ستانے کی خفیہ تدبیریں سوچتے رہتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاص لوگوں پر اب بھی غیبی عذاب آ سکتا ہے' بلکہ آیا بھی ہے اور آوے گا بھی' ہاں عام عذاب آنا حضور کی تشریف آوری سے بند ہو گیا۔ یہ گفتگو اس عذاب میں ہے جو خلاف عادت الٰہیہ ہے' جیسے آسمان سے پتھر برسنا۔ صورتیں مسخ ہونا' رہا ظاہری عذاب' جیسے جنگ میں شکست یہ تو آتے ہی رہیں گے ۷۔ یعنی دریا اور خشکی کے سفروں میں انہیں ہلاک کر دے کہ گھر لوٹ کر نہ آ سکیں ۸۔ یہاں چار قسم کے عذابوں کا ذکر ہوا۔ زمین میں دھنس جانا۔ قارون کی طرح زمین پر رہتے ہوئے عذاب آ جانا۔ سفر میں عذاب آنا' یہ تینوں اچانک عذاب تھے' پہلے علامات عذاب آنا۔ پھر عذاب آنا' مقصود یہ ہے کہ اے کافرو تم ہر طرح ہمارے قبضہ میں ہو۔ پھر ہماری فرمانبرداری اور پیغمبر کی اطاعت کیوں نہیں کرتے ۹۔ اس لئے عذاب جلدی نہیں بھیجتا اور اگر تم اب بھی توبہ کر لو تو رحمت الٰہی آغوش میں لینے کو تیار ہے' یہ بھی خیال رکھو کہ حلیم اور رحیم کی پکڑ بہت سخت ہے' جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں' اس لئے عذاب کے ساتھ ان اسماء طیبہ کا ذکر ہوا لٰہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ یعنی ہر چیز کا سایہ سورج کی حرکت کے مطابق حرکت کرتا ہے' جب سورج مشرق میں ہوتا ہے تو یہ مغرب میں۔ جب سورج جنوب میں ہوتا ہے تو یہ شمال میں' یہ اپنے سایہ کی

(بقیہ صفحہ ۴۳۳) حرکت بدلنے پر بھی قادر نہیں' تو خود کیوں نہیں رب کی اطاعت کرتے ۱۱۔ یعنی ان کے سایہ رب کے مطیع ہیں' یہاں سجدہ سے مراد اطاعت ہے' نہ کہ اصطلاحی سجدہ' اور ہو سکتا ہے کہ یہی عرفی سجدہ مراد ہو' تو وہ سمجھ سے بالا ہے' ہر چیز رب کی بارگاہ میں ساجد ہے' اگرچہ ہم کو نظر نہ آوے ۱۲۔ یعنی مشرکین خود یا ان کے سایہ تابع فرمان ہیں' کہ تکوینی احکام میں مجبور محض ہیں' اس کے چلانے پر چلتے ہیں' مارنے پر مرجاتے ہیں سلانے پر سو جاتے ہیں' جگانے پر جاگ اٹھتے ہیں' تو چاہیے کہ تشریعی احکام میں بھی اللہ کی فرمانبرداری کریں

فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا
کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ غرور
يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ
نہیں کرتے ۱؎ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو
مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ۩ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ
انہیں حکم ہو ۲؎ اور اللہ نے فرمادیا ۳؎ دو خدا نہ ٹھہراؤ
اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾
وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو ۴؎
وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ
اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۵؎ اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے ۶؎
اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ

تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈرو گے اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب
اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾
اللہ کی طرف سے ہے ۷؎ پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف پناہ لے جاتے
ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ
ہو، پھر جب وہ تم سے برائی ٹال دیتا ہے تو تم میں ایک گروہ اپنے رب کا شریک
يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ
ٹھہرانے لگتا ہے ۸؎ کہ ہماری دی نعمتوں کی ناشکری کریں تو کچھ برت لو کہ عنقریب
تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا
جان جاؤ گے، اور انجانی چیزوں کے لئے ۹؎ ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصہ
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
مقرر کرتے ہیں ۱۰؎ خدا کی قسم تم سے ضرور سوال ہونا ہے جو کچھ جھوٹ

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جن و انس کے سواء کوئی مخلوق مشرک یا کافر یا نافرمان نہیں' دوسرے یہ کہ انسان کے بعد تمام مخلوق میں فرشتے افضل ہیں' اسی لئے رب نے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتے مکلف ہیں مگر ان کے احکام ان کے لائق ہیں' دوسرے یہ کہ وہ نافرمانی سے معصوم ہیں' ہاروت و ماروت کا جرم اس وقت ہوا جب ان سے ملکی قوت زائل کر کے بشری قوت انہیں بخشی گئی' لہٰذا وہ واقعہ عصمت ملائکہ کے خلاف نہیں' خیال رہے کہ اسلام میں صرف فرشتے اور پیغمبر معصوم ہیں' ان کے سوا کوئی نہیں ہاں بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں' ۳۔ ساری مخلوق کو جن و انس ہو' یا اور مخلوقات' توحید کا حکم ایسا عام ہے کہ اس میں کسی بندے کی خصوصیت نہیں' ہر مخلوق اس کی مکلف ہے ۴۔ الوہیت کا خوف اللہ کے سوا کسی کا نہیں چاہیے' ایذاء کا خوف اور دوسرے خوف مخلوق سے بھی ہو سکتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے یا سانپ سے ڈرنا' ہمارا حاکم یا بادشاہ سے خوف کرنا' الوہیت نہیں' یہ ایذا کا خوف ہے یا ان کی عظمت کی ہیبت' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' ۵۔ مخلوق اور حقیقی مملوک اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں' ہاں مملوک کا کسی اور کا مالک ہو جانا' عطائی' عارضی' مجازی ہے بلکہ جو اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے تمام دنیا اس کی ملک بن جاتی ہے ۶۔ یعنی اس کے دین و اطاعت کو زوال نہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں ثابت و لازم ہے' دوسرے دین انسان مرتے ہی بھول جاتا ہے' آخرت میں کسی کی اطاعت نہ ہو گی رب کے سوا ۷۔ یعنی بلاواسطہ اور بعض واسطہ سے تم تک پہنچتی ہیں' جیسے سورج کا نور اور چراغ کی روشنی وغیرہ' ۸۔ مشرکین عرب مصیبتوں میں صرف رب سے دعائیں مانگتے تھے' اور راحت و سکون میں بت پرستی کرتے تھے' ان کا حال اس آیت میں بیان ہوا۔ خیال رہے کہ مصیبت میں طبیب' یا حاکم' یا نبی' یا پیر کے پاس دعا' یا دوا' یا فریاد کے لئے جانا اس کے خلاف نہیں کہ یہ مدد الٰہی کے مظہر ہیں ۹۔ یعنی جن بتوں کی ذلت و خباثت وہ نہیں جانتے' انہیں معبود سمجھے بیٹھے ہیں ۱۰۔ کفار اپنے کھیت' جانوروں وغیرہ میں سے کچھ حصہ بتوں کے نام پر نامزد کر دیتے تھے' کہتے تھے هٰذَا لِلّٰهِ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا' یہ شرک ہے' لیکن اگر مسلمان اپنی کمائی سے کچھ حصہ فقراء' مساکین' بزرگوں کی فاتحہ کے لئے مقرر کر دے تو مباح ہے' رب فرماتا ہے وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ

تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا

باندھتے تھے لہ اور اللہ کیلئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں ۲ پاکی ہے اسکو اور اپنے لئے

یَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ

جو اپنا جی چاہتا ہے ۳ اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو

مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۵۸﴾ یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ

دن بھر اسکا منہ کالا رہتا ہے ۴ اور وہ غصہ کھاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس

مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی

بشارت کی برائی کے سبب ۵ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا ۶ یا اسے مٹی میں

التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

دبا دے گا ۷ ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں ۸ جو آخرت پر ایمان نہیں

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ

Page-435.bmp

لاتے انہیں کا برا حال ہے ۹ اور اللہ کی شان سب سے بلند ۱۰ اور

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶۰﴾ ع وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ

وہی عزت و حکمت والا ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر گرفت کرتا ۱۱

مَّا تَرَكَ عَلَیْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ

تو زمین پر کوئی چلنے والا نہیں چھوڑتا ۱۲ لیکن انہیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

دیتا ہے، پھر جب ان کا وعدہ آئے گا ۱۳ نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں

وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا یَكْرَهُوْنَ وَ

نہ آگے بڑھیں ۱۴ اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے

تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ

۱۵ اور انکی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کے لئے بھلائی ہے ۱۶ تو آپ ہی ہوا کہ

ع ۱۴

ا۔ اس سے دو مسئلے نکل سکتے ہیں' ایک یہ کہ اپنی کمائی میں سے بتوں کا حصہ نکالنا گناہ ہے کہ ان کی الوہیت غیر معلوم ہے مگر اولیاء اللہ کے نام کا کچھ نکالنا حلال' کہ ان کی ولایت قرآن و حدیث سے معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ بتوں کے نام کا حصہ نکالنا اگرچہ گناہ ہے مگر اس سے وہ حصہ حرام نہ ہو جائے گا۔ اگر مسلمان کے ہاتھ لگے' یا غنیمت میں آ جائے۔ تو کام میں لائے' بحیرہ' سائبہ جانور اگر مومن اللہ کے نام پر ذبح کردے تو حلال ہیں کیونکہ یہاں رب نے کفار کے اس حصہ نکالنے کو حرام قرار دیا۔ مگر اس حصہ کو حرام نہ فرمایا' صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال استعمال کرتے تھے' اگرچہ بتوں کے نام کے ہوں ۲۔ بنی خزاعہ اور بنی کنانہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے' نیز اولاد باپ کے ملک نہیں ہو سکتی' تو اگر فرشتے رب کی لڑکیاں ہوتے تو خود رب ہوتے' رب کے بندے نہ ہوتے ۳۔ یعنی بیٹے' مقصد یہ ہے کہ یہ ایسے بدتمیز ہیں کہ اپنے لئے بیٹے چاہتے ہیں' اور رب کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے' ہاں لڑکے کی تمنا کرنی دینی خدمت کے لئے سنت انبیاء ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب والے اس کا مذاق اڑاتے تھے جس کے لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ لڑکی کو جانور سے بدتر جانتے تھے' اونٹنی کے مادہ پیدا ہوتی تو کچھ طعن نہ کرتے لیکن عورت کے لڑکی ہوتی تو رنج و غم طعن و تشنیع کرتے ۶۔ تا کہ اس لڑکی سے ذلت کے کام لے' جیسے گھر کے جانوروں کی خدمت کرنا' یا یہ مطلب ہے کہ خود قوم میں ذلیل ہو کر بیٹی کو زندہ رکھے ۷۔ جیسا کہ کفار مضر' خزاعہ' تمیم لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ۸۔ کہ لڑکی کو اتنا ذلیل جانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے لئے ہلکی چیزیں ثابت کرنا کفر ہے جیسے جھوٹ' موت وغیرہ ۹۔ کہ دنیا میں ان کے عقیدے اور اعمال خراب' لڑکیوں کو زندہ گاڑنا شراب خوری' چوری' بخل' مرتے وقت موت خراب' آخرت میں انجام خراب ۱۰۔ ترجمہ نہایت ہی اعلیٰ ہے' یہاں مثل بمعنی کہاوت یا مثال نہیں' رب فرماتا ہے۔ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ بلکہ بمعنی شان ہے' یعنی رب کی شان اونچی ہے' وہ اولاد سے پاک اس کا کوئی شریک نہیں' ساری خوبیوں سے موصوف' تمام برائیوں سے منزہ ۱۱۔ یعنی اگر رب تعالیٰ دنیا میں انسانوں کی ہر گناہ پر پکڑ فرماتا' ورنہ آخرت میں تو ہر گناہ کی گرفت ہو گی' اور دنیا میں بھی بعض گناہوں پر پکڑ ہو جاتی ہے' عذاب الٰہی آ جاتا ہے' لہٰذا یہاں ظلم سے مراد ہر بد عملی اور ہر بد عقیدگی ہے ۱۲۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا کہ زمین پر رہنے والے سارے ہلاک کر دیئے گئے دریائی جانور زمین پر نہ تھے' پانی میں تھے' نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی بھی اس وقت زمین پر نہ تھے کشتی میں تھے' اس سے پتہ لگا کہ انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے جانوروں پر بھی عذاب آ جاتا ہے' کیونکہ تمام جانور انسانوں کے تابع ہیں' گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ ۱۳۔ اس وعدے سے مراد یا تو مجرم کی عمر کا ختم ہونا ہے' یا ان کے عذاب کا مقررہ وقت' یا قیامت کے مختلف عذابوں کے مختلف وقت ہیں ۱۴۔ یہاں اجل سے مراد تقدیر مبرم ہے یعنی علم الٰہی جس میں تبدیلی ہرگز نہیں ہو سکتی' لیکن تقدیر معلق جسے محو و اثبات بھی کہتے ہیں وہ ادلتی بدلتی رہتی ہے' رب فرماتا ہے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ حدیث شریف میں ہے کہ نیک اعمال سے عمر بڑھ جاتی ہے' آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر شریف بجائے ساٹھ سال کے سو برس ہو گئی۔

(بقیہ صفحہ ۴۳۵) لھذا آیات میں تعارض نہیں ۱۵۔ یعنی بیٹیاں اور شریک کہ دونوں چیزیں اپنے لئے پسند نہیں کرتے' مگر رب کے لئے مانتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ ۱۶۔ شان نزول' کفار کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہوں اور قیامت واقعی آئے تو بھی ہمیں جنت ہی ملے گی وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّىْۤ اِنَّ لِىْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى اس بکواس کی تردید میں یہ آیت اتری' ورنہ وہ قیامت کے قائل نہ تھے' یعنی کام جہنم کے کرکے جنت کے امیدوار ہیں' جو بو کر گندم کاٹنے کی آس لگائے ہوئے ہیں
ا۔ یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہنا' لھذا آیت کا حصر درست ہے ۲۔ یہاں اعمال سے مراد کفرو شرک اور گناہ ہیں' کیونکہ کفرو شرک بھی دل کا عمل ہے' اس سے معلوم ہوا

اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ
ان کے لئے آگ ہے اور وہ حد سے گزرے ہوئے ہیں خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے کتنی
اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ
امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے کوتک انکی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے
فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا
تو آج وہی ان کا رفیق ہے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے اور ہم نے تم پر یہ کتاب
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا
نہ اتاری مگر اس لئے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو جس بات میں
فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ
اختلاف کریں اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے اور اللہ
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۤءِ مَاۤءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین کو زندہ کر دیا اس
مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع وَ
کے مرے کے پیچھے بے شک اس میں نشانی ہے ان کو جو کان رکھتے ہیں اور
اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ
بیشک تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں
مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾
اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ
وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ
گلے سے سہل اترتا پینے والوں کیلئے اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ
سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
بناتے ہو اور اچھا رزق بے شک اس میں نشانی ہے عقل

کہ گناہ کو نیکی سمجھ کر کرنا کفر ہے اور گناہ سمجھ کر کرنا فسق' جو پہلے جرم سے ہلکا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص برائی کو اچھائی ثابت کرے' وہ شیطان ہے' ایسے ہی جو اچھائی کو برا جتائے وہ بھی ابلیس ہے ۳۔ اس ولایت سے مراد دنیا کی جھوٹی دوستی ہے' اور جن آیات میں فرمایا گیا کہ ظالمین کا کوئی ولی نہیں' اس سے مراد سچی دوستی آخرت کی ہے' لھذا آیات میں تعارض نہیں ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کریم صرف تلاوت کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ یہ شفا بھی ہے' ہدایت بھی ہے' رب کا قانون بھی ہے' اس کی رحمت بھی ہے' غرضیکہ مومن کو تخت پر بھی کام آتا ہے اور تختہ پر بھی' دوسرے یہ کہ قرآن کریم اس کے لئے ہدایت' رحمت وغیرہ ہے جو قرآن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے قبول کرے' اسی لئے ارشاد ہوا کہ تم لوگوں پر روشن کرو۔ حضور کا توسل چھوڑ کر قرآن گمراہ کرتا ہے رب فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ۵۔ دینی یا دنیاوی امور میں' اس سے معلوم ہوا کہ اپنے ہر اختلاف میں قرآن شریف کو حکم بنانا چاہیے' مگر حضور کے توسل سے علماء دین کے ذریعہ سے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی خاص رحمت مسلمانوں سے خاص ہے' رب فرماتا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ' اور عام رحمت تمام خلق کے لئے ہے' رب فرماتا ہے۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ عام رحمت دنیا میں عذاب الٰہی نہ آنا' رزق اولاد وغیرہ ملنا' کہ حضور کے صدقے سے سب کو یہ نعمتیں مل رہی ہیں' خاص رحمت ایمان' تقوٰی اور ولایت' قرب الٰہی کہ یہ چیزیں صرف مومنوں کو ملتی ہیں۔ حضور کی عطا سے' کافران سے محروم ہیں ۷۔ یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمانی خزانہ سے یا آسمان کے اسباب سے' کیونکہ اگرچہ بارش سمندر سے آتی ہے' مگر گرمی آسمان سے آتی ہے' جو اس پانی کو بھاپ بنا کر اوپر اٹھاتی ہے' پھر پانی بنا کر نیچے گراتی ہے ۸۔ عقل والے بارش دیکھ کر دو نتیجے نکالتے ہیں' ایک یہ کہ اسی طرح اللہ تعالٰی صور کی آواز سے

ع ۸ ۵ ۱۴

مردے زندہ فرمادے گا' دوسرے یہ کہ بزرگوں کے وعظ' نصیحت' مردہ دلوں کو زندگی' بخش ہیں' غافل دل خشک زمین ہے' کامل کی نگاہ بارش کا پانی جس کا سمندر مدینہ منورہ ہے ۹۔ کہ دودھ کے جانوروں کو دیکھ کر ایمان و ایمانیات کے بہت مسائل حل کر سکتے ہیں ۱۰۔ بھوسہ اور گھاس ان خشک چیزوں سے دودھ نکالنا قدرت کی بڑی دلیل ہے ۱۱۔ کہ خشک گھاس' چارے سے گوبر' خون' دودھ سب کچھ بنتا ہے' مگر دودھ میں گوبر و خون کا نہ رنگ ہوتا ہے نہ بو' نہ مزہ' کفار کہتے تھے کہ مرنے کے بعد جسموں کے اجزاء بکھر جائیں گے' پھر ان میں فرق اور امتیاز کیسے ہو سکے گا اس شبہ کا جواب اس آیت میں دیا گیا' کہ دیکھو بھوسہ' چارہ میں سے خون' گوبر' دودھ نکالا جاتا ہے' اور ایک دوسرے میں خلط نہیں ہونے پاتا' ایسی صحیح چھانٹ ہوتی ہے کہ سبحان اللہ! ایسا قدرت والا رب اس دن بھی اجزاء کی چھانٹ فرمانے پر قادر ہے'

(بقیہ صفحہ ۴۳۶) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اے انسان جیسے رب نے تجھے خالص دودھ پلایا' جس میں گوبر' خون کی بالکل آمیزش نہیں تو بھی رب کی بارگاہ میں خالص عبادت پیش کر جس میں ریا وغیرہ کی آمیزش نہ ہو۔ (خزائن العرفان' روح) ۱۲۔ جیسے چھوہارے' کشمش' منقیٰ' رس' رُب' سرکہ وغیرہ' خیال رہے کہ سکر شراب کو بھی کہتے ہیں اور نبیذ یعنی شربت زلال کو بھی' اگر یہاں سکر سے شراب مراد ہے' تو یہ آیت شراب کی حرمت سے پہلے کی ہے اسی لئے شراب کا مقابلہ اچھے رزق سے کیا گیا۔ تا کہ معلوم ہوا کہ شراب خبیث رزق ہے' اور اگر سکر سے مراد نبیذ ہو تو اس میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل ہے کہ انگور یا کھجور کا

يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ

والوں کو اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ۱ے کہ پہاڑوں

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾

میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ

پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا ۲ے اور اپنے رب کی راہیں چل ۳ے کہ تیرے لئے

ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ

نرم و آسان ہیں اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے ۴ے

فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

جس میں لوگوں کی تندرستی ہے ۵ے بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ

والوں کو ۶ے اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا ۷ے اور تم میں

مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ

کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے ۸ے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ

شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ

جانے ۸ے بے شک اللہ سب کچھ جانتا سب کچھ کر سکتا ہے ۹ے اور اللہ نے تم میں

عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ

ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی ۱۰ے تو جنہیں بڑائی دی ہے وہ اپنا رزق

رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ

اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں ۱۱ے

سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

تو کیا اللہ کی نعمت سے مکرتے ہیں ۱۲ے اور اللہ نے تمہارے لئے

ع ۹ ۱۵

نبیذ حلال ہے اگر نشہ نہ دے' اگرچہ دو تہائی جل جاوے' اور ایک تہائی باقی رہے (خزائن العرفان)

۱۔ یعنی قدرتی طور پر اس کے دل میں ڈالا بغیر ماں باپ کے سکھائے جیسے مچھلی کے بچہ کے دل میں تیرنا ڈالا۔ غرضیکہ یہاں وحی لغوی معنی میں ہے' معلوم ہوا کہ شہد کی مکھی بڑی عظمت والی ہے' خیال رہے کہ شہد حلال ہے' اور شہد کی مکھی کھانا حرام' اور اس کا قتل کرنا منع ہے' شہد کی مکھی کی بیع امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ کے نزدیک جائز نہیں مگر شہد کے تابع ہو کر (روح) ۲۔ یعنی جہاں چاہے بیٹھے' جو چاہے کھائے' پھل پھول' چنانچہ یہ مکھی پھل اور پھول کی تلاش میں بہت دور نکل جاتی ہے۔ لیکن اپنا گھر نہیں بھولتی' بے تکلف لوٹ آتی ہے' ۳۔ رب کی راہوں سے مراد وہ راستے ہیں' جو رب نے اسے بتا دیئے' سمجھا دیئے' ۴۔ رنگ برنگے شہد سفید' پیلا' سرخ' سبز' سیاہ شہد کے رنگوں کا اختلاف چوسے ہوئے پھولوں کے رنگ مختلف ہونے کی وجہ سے ہے' نیز جوان مکھی کا شہد سفید' ادھیڑ کا پیلا' بوڑھی کا سرخ ہوتا ہے' شہد کی مکھی مختلف پھولوں' پھلوں کے رس چوس کر لاتی ہے' اور اپنے گھر میں اگل دیتی ہے۔ ۵۔ مثنوی شریف میں فرمایا کہ شہد کی مکھی چمن سے پھولوں کا رس چوس کر حضور پر درود شریف پڑھتی ہوئی آتی ہے' اس کی برکت سے اس شہد میں شفا ہے' کیونکہ درود شریف شفا ہے' یہ درود شریف قدرتی طور پر اس مکھی کو سکھایا گیا ہے' اس درود شریف کی مٹھاس شہد میں ہے تو جیسے درود شریف کی برکت سے پھولوں کے پھیکے رس میٹھے بن جاتے ہیں' انشاء اللہ درود شریف کی برکت سے ہماری پھیکی عبادات میں مقبولیت کی شیرینی آوے گی' ۶۔ جیسے رب تعالیٰ مختلف پھولوں کے رس شہد کی مکھی کے ذریعہ شہد میں جمع فرما دیتا ہے اگر وہ قادر کریم قیامت میں بکھرے ہوئے اجزاء جمع فرما کر مردوں کو زندہ فرما دے تو کیا بعید ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کے کام رب تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں' کیونکہ جان قبض کرنا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ ہم جان قبض کرتے ہیں ۸۔ انسان پر یہ حالت ۶۰ برس کی عمر کے بعد آتی ہے' جب کہ تمام قوتیں بیکار' اور حواس ناکارہ ہو جاتے ہیں' سب پڑھا لکھا' بھول جاتا ہے' سیدنا عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ متقی مومن کی یہ حالت نہیں ہوتی' وہ بڑھاپے میں زیادہ عقل والا ہوتا ہے' ہاں خاص مومنوں کو بھی اللہ کی طرف توجہ کامل ہو جاتی ہے۔ جس سے یہ جہان بھول جاتا ہے۔ (خزائن) ۹۔ خیال رہے کہ انسانی عمر کی ۵ منزلیں ہیں' سات برس تک طفولیت یعنی لڑکپن' چودہ برس تک صِبا یعنی بچپن' تیس سال تک شباب یعنی جوانی' پھر کہول یعنی ادھیڑ عمر' پھر بڑھاپا' اپنی ان حالتوں کو دیکھ کر پتہ لگاؤ کہ ہم کسی اور کے ہاتھ میں ہیں' مرنے کے بعد جب تک چاہے گا ہمیں مردہ رکھے گا اور جب چاہے گا زندہ فرما دے گا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ امیری اپنی عقل و علم سے میسر نہیں ہوتی' بڑے بڑے احمق'

(بقیہ صفحہ ۴۳۷) جاہل' مالدار ہیں' بڑے بڑے عاقل و دانا خوار' یہ بھی رب تعالیٰ کی ہستی کی دلیل ہے ۱۱۔ جب تم اپنے غلاموں کو اپنی برابر نہیں کرتے تو میں اپنے بندوں کو اپنے برابر کیسے کروں' ہاں بعض غلاموں کو اپنے اختیار سے ہم بہت کچھ دے دیتے ہیں' ایسے ہی رب اپنے بعض مقبول بندوں کو اپنے فضل سے خدائی کا مالک بنا دیتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ رب کے برابر نہیں ہوتے' بلکہ اس کے بندے ہی رہتے ہیں' غرضیکہ اس آیت میں دینے کی نفی نہیں' بلکہ برابری کا انکار ہے' یہی مومن و کافر میں فرق ہے ۱۲۔ کہ رب کو چھوڑ کر اور کو پوجتے ہیں یا حضور کی نبوت کا انکار کرتے ہیں' یہ نہیں سمجھتے کہ رب تعالیٰ مالک ہے' جسے چاہے نعمت سے مالا مال کر دے' جب سارے انسان مال میں یکساں نہیں' تو احوال میں یکساں کیسے ہو سکتے ہیں

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں [1] اور تمہارے لئے تمہاری عورتوں میں سے بیٹے اور

بَنِیْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

پوتے نواسے پیدا کئے [2] اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی [3] تو کیا جھوٹی

یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَیَعْبُدُوْنَ

بات پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر ہوتے ہیں [4] اور اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ

ایسوں کو پوجتے ہیں جو انہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۷۳﴾

دینے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ کچھ کر سکتے ہیں [5]

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

تو اللہ کے لئے مانند نہ ٹھہراؤ [6] بے شک اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا

نہیں جانتے اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی [7] ایک بندہ ہے دوسرے

لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا

کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی

حَسَنًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ

عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر کیا وہ برابر

یَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

ہو جائیں گے [8] سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان میں اکثر کو خبر نہیں [9]

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا یَقْدِرُ

اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی دو مرد ایک گونگا جو کچھ کام نہیں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مرد کا نکاح صرف انسان عورت سے ہی ہو سکتا ہے' جن یا جانور سے نہیں ہو سکتا۔ جنت میں حوریں بیویاں ہوں گی' مگر وہ عالم دوسرا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کی اولاد انسان ہی ہو گی۔ لہٰذا اگر عورت کے سانپ پیدا ہو' تو وہ خراب غذا ہے' لڑکا نہیں' اسی لئے اس سے عدت نہیں پوری ہو سکتی' اور اس کے بعد جو خون آوے گا وہ نفاس نہیں' اس پر مرجانے کے بعد نماز جنازہ نہیں' غرضیکہ بچہ کے احکام اس پر جاری نہیں ہو سکتے ۲۔ جن سے تمہاری نسل چلے' اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اللہ کی بڑی نعمت ہے خصوصاً" مومن اولاد ۳۔ جسمانی روزی جیسے مختلف غلے دانے' پھل' میوے اور روحانی رزق' جیسے ایمان' تقویٰ' نیک زندگی' جو مختلف مشائخ کرام کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے' اس کے باغ و کھیت' بارش نرالی ہے' اللہ نصیب کرے' ۴۔ نہ کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہمارے بتوں نے دی ہیں' حقیقی رازق کا ذکر نہیں کرتے' جھوٹے معبودوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ ۵۔ یعنی وہ بت نہ فی الحال مالک ہیں' نہ آئندہ مالک ہو سکتے ہیں' کیونکہ خود دوسروں کے بنائے ہوئے بے جان بے عقل ہیں' یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے' جن میں ماسوا اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا گیا ہے' وہاں پکارنے سے مراد پوجنا ہے ۶۔ یعنی کسی کو اللہ کی طرح نہ بناؤ' وہ بے مثل بے مثال ہے لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۷۔ اپنی نہیں' کیونکہ اس کی مثال کوئی نہیں۔ بلکہ بت پرستوں کے شرک و کفر کی مثال' لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں' نہ کوئی اعتراض ۸۔ یہ سوال انکار کے لئے ہے' یعنی ہرگز نہیں' تو جب غلام اور آقا برابر نہیں' حالانکہ دونوں اللہ کے بندے ہیں' تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بندہ کیسے برابر ہو سکتا ہے' اسی طرح نبی کے ساتھ امتی کیسے ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے' نبی تو مولیٰ کے مولیٰ ہیں' ۹۔ یعنی بعض کو خبر ہے' اور جنہیں خبر ہے وہ ایمان قبول کر لیتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ بعض جان کر ضد سے کافر ہیں

۱۔ وہ غلام نہ اپنی کہہ سکے نہ دوسرے کی سمجھ سکے' یہ کافر کی مثال ہے خیال رہے کہ ابکم مادر زاد گونگے کو کہتے ہیں' عارضی گونگے کو اخرس کہا جاتا ہے' ابکم ناقابل علاج ہوتا ہے ۲۔ کیونکہ وہ مولیٰ کی خدمت تو کیا کرے گا' اپنی ضروریات بھی پوری نہیں کر سکتا۔ مولیٰ ہی کو تکلیف دیتا ہے۔ ۳۔ یعنی وہ غلام عاقل بھی ہے' صحیح الاعضاء بھی' یہ مومن کی شان اور اس کی مثال ہے' اس مثال سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جو زبان حق نہ بولے وہ گویا گونگی ہے اگرچہ بہت بولتی ہو' دوسرے یہ کہ مومن وہ اچھا جو خود بھی نیک ہو' دوسروں کو بھی نیک بنائے' تیسرے یہ کہ اللہ کے نزدیک مومن و کافر برابر نہیں' تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے

عَلٰی شَیۡءٍ ۙ وَّ ہُوَ کَلٌّ عَلٰی مَوۡلٰىہُ ۙ اَیۡنَمَا یُوَجِّہۡہُّ

کر سکتا ۱ اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے ۲ جدھر بھیجے کچھ

لَا یَاۡتِ بِخَیۡرٍ ؕ ہَلۡ یَسۡتَوِیۡ ہُوَ ۙ وَ مَنۡ یَّاۡمُرُ

بھلائی نہ لائے کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا

بِالۡعَدۡلِ ۙ وَ ہُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۷۶﴾ ع وَ لِلّٰہِ

حکم کرتا ہے ۳ اور وہ سیدھی راہ پر ہے اور اللہ ہی

غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ مَاۤ اَمۡرُ السَّاعَۃِ اِلَّا

کیلئے ہیں ۴ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۵ اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر

کَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ ہُوَ اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ

جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب ۶ بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا

قَدِیۡرٌ ﴿۷۷﴾ وَ اللّٰہُ اَخۡرَجَکُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ لَا

ہے ۷ اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ

تَعۡلَمُوۡنَ شَیۡئًا ۙ وَّ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ

جانتے تھے ۸ اور تمہیں کان اور آنکھ

وَ الۡاَفۡـِٕدَۃَ ۙ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ

اور دل دیئے ۹ کہ تم احسان مانو ۱۰ کیا انہوں نے پرندے نہ دیکھے

مُسَخَّرٰتٍ فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمۡسِکُہُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ؕ

حکم کے باندھے آسمان کی فضا میں انہیں کوئی نہیں روکتا سوا اللہ کے ۱۱

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَ اللّٰہُ جَعَلَ

بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو اور اللہ نے

لَکُمۡ مِّنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ سَکَنًا وَّ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ

تمہیں گھر دیئے بسنے کو اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ گھر

ع ۹ ۱۲

ہیں۔ ۴۔ یہاں لِلّٰہِ کا لام ملکیت ہے' یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق اور اس کی ملک ہے' یا اس میں اللہ کے علم کا بیان ہے کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے' بہر حال یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ خَلَقَ لَكُمْ تمہارے لئے پیدا فرمائیں' کیونکہ وہاں لام نفع کا ہے۔ یعنی تمہارے نفع کے لئے' ہر چیز مخلوق تو اللہ کی ہے مگر نفع ہم اٹھاتے ہیں ۵۔ یعنی آسمانوں و زمین کی چھپی ہوئی چیزیں اللہ کی ملک اور اس کے علم میں ہیں کہ اس کے بغیر دیئے کوئی مالک نہیں اور اس کے بغیر بتائے کوئی عالم نہیں' اس آیت میں رب کی عطا اور بتانے کی نفی نہیں' جیسے رب فرماتا ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ تمام آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں مگر اس کی عطا و دین سے بادشاہ ملک کے

اور ہم اپنے گھربار کے مالک ہیں' جیسے یہ ملکیتیں رب کی ملکیت عامہ کے خلاف نہیں' ایسے ہی انبیاء اولیاء کے غیبی علوم رب کے علم کے خلاف نہیں ۶۔ یا تو یہ مطلب ہے کہ قیامت میں سب کی فنا پلک جھپکتے ہو جاوے گی' یا دوسرے نفخہ کے وقت سب پلک جھپکتے زندہ ہو جاویں گے' علامات قیامت میں دیر لگے گی' نہ کہ قیام قیامت میں' یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کا دن باوجود اتنا بڑا ہونے کے بعض صالحین کو پلک جھپکنے کی مقدار میں گزر جائے گا۔ ۷۔ لہٰذا قیامت میں ساری مخلوق کو ایک آن میں فنا کر دینا' اور پھر آن واحد میں سب کو پیدا فرما دینا اس کے نزدیک کچھ مشکل نہیں' برسات میں بارش کے چند قطرے گرنے پر کروڑوں مینڈکیاں اور رات کو بے شمار پروانے

پیدا ہو جاتے ہیں آناً فاناً ۸۔ یہ عام انسانوں کا حال ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیحدہ ہیں' کیونکہ یہ حضرات سیکھے سکھائے عارف باللہ پیدا ہوئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے

پیدا ہوتے ہی فرمایا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ غرضیکہ یہ قانون ہے اور وہ قدرت' قانون کا قدرت سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے' قانون کے ہم پابند ہیں' رب پابند نہیں ۹۔ تاکہ تم ان کے ذریعہ اپنی جہالت دور کرو' خیال رہے کہ کان کا ذکر اس

لئے پہلے فرمایا۔ کہ اس سے وحی سنی جاتی ہے اسی لئے بعض۔ انبیاء کرام کبھی نابینا کر دیئے گئے مگر کوئی نبی گونگا بہرہ نہیں ہوا (روح) ۱۰۔ اس طرح کہ ہر عضو کو اس کام میں استعمال کرو' جس کے لئے وہ پیدا ہوا' ہر عضو کا شکریہ علیحدہ ہے ۱۱۔ ورنہ چاہیے تو یہ تھا کہ پرندے فضا میں ٹھہر نہ سکیں گر جائیں کیونکہ بھاری چیز زمین کی طرف مائل ہوتی ہے' ہوا میں نہیں ٹھہرتی حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ بعض مخلوق وہ بھی ہے۔ جو بالکل ہوا ہی میں رہتی ہے وہاں ہی انڈے دیتی ہے وہاں ہی پیدا ہو کر رہتی سہتی ہے۔ اور وہاں ہی مر جاتی ہے' جیسے پانی میں مچھلی (روح) چنانچہ اصحاب فیل پر جو ابابیل آئی وہ انہیں میں سے تھی۔

۱۔ خیمے اور راوٹی جو عام طور پر سفر میں کام آتی ہیں کبھی وطن میں بھی استعمال ہوتی ہیں ۲۔ اوڑھنے بچھانے کی اعلیٰ چیزیں کمبل، نمدے، قالیچہ، اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان جانوروں کے بال و کھال پاک ہیں، ان کا استعمال جائز ہے (خزائن العرفان) خیال رہے کہ سوائے سور اور انسان کے باقی تمام جانوروں کے بال و کھال یا ذبح کر لینے سے، یا پکا لینے سے پاک ہو جاتے ہیں (کتب فقہ) خیال رہے کہ بکری بھیڑ کے بالوں کو صوف اور اونٹ کے بالوں کو وبر کہا جاتا ہے، ۳۔ جیسے سفر کے مکانات معمولی اور کمزور بنائے جاتے ہیں اور رہنے سہنے کا گھر پختہ اور مضبوط، اسی طرح ہمارے یہ دنیاوی اجسام سفر کے کمزور مکانات ہیں، جو ایک کانٹے کی بھی برداشت نہیں کر سکتے،

الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ

بنائے [1] جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزلوں

إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا

پر ٹھہرنے کے دن اور ان کی اون اور ببری اور بالوں سے کچھ گرستی

أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٨٠﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا

کا سامان [2] اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک [3] اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی

خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ

چیزوں سے سائے دیئے [4] اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی [5] اور تمہارے

لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ

لئے کچھ پہناوے بنائے [6] کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری

بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

حفاظت کریں [7] یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے [8] کہ تم فرمان

تُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ

مانو [9] پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اے محبوب تم پر نہیں [10] مگر صاف

الْمُبِينُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا

پہنچا دینا [11] اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں [12] پھر اس سے منکر ہوتے ہیں

وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٣﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ

اور ان میں اکثر کافر ہیں [13] اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک

أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ

گواہ [14] پھر کافروں کو نہ اجازت ہو [15] نہ وہ

يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ

منائے جائیں [16] اور ظلم کرنے والے جب عذاب دیکھیں گے

اور جنت میں ایسے مضبوط جسم ملیں گے کہ سبحان اللہ، کیونکہ وہ دائمی ہوں گے، لہٰذا ان جسموں کو دائمی نہ جانو ۴۔ جیسے درخت، بادل، پہاڑ کے غار، مکانات کی چھتیں وغیرہ، یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ سایہ دیتی ہیں، ایسے ہی حضرات اولیاء و انبیاء کرام مخلوق کو اپنے سایہ میں رکھتے ہیں ۵۔ چونکہ اہل عرب جنگوں اور گرمیوں میں پہاڑوں کے غاروں میں زیادہ پناہ لیا کرتے تھے، اسی لئے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا ۶۔ یعنی سوتی لباس، چونکہ عام عرب میں گرمی زیادہ ہوتی ہے، اس لئے صرف گرمی کا یہاں ذکر ہوا۔ ورنہ لباس سردی، گرمی دونوں سے بچاتا ہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر جانوروں کو پر یا بال بخشے، جو سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈے ہوتے ہیں، انسان بشر تھا یعنی ظاہری چمڑے والا کہ اس پر نہ زیادہ بال نہ پر، لہٰذا اس کے لئے لباس بنایا۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے ۔ ۷۔ یعنی لوہے کی زرہ وغیرہ، جو جنگ میں تیز تلوار کا وار روکتی تھی، ۸۔ اے انسانو تم پر، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق سے زیادہ انسان کو نعمتیں بخشیں، مگر انسان ایسی نافرمانیاں کرتا ہے جو کوئی نہیں کرتا ۹۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جب رب نے اس فانی جسم کے لئے اتنے انتظامات فرمائے تو باقی رہنے والی روح کے لئے بہت زیادہ انتظامات فرمائے ہوں گے، اس کے لئے بھی کوئی امن کی جگہ، کچھ غذائیں، کچھ دوائیں، کچھ روحانی طبیب ضرور پیدا فرمائے ہوں گے، ۱۰۔ یعنی اے محبوب اگر یہ اب بھی ایمان نہ لائیں، تو آپ غم نہ کریں، کیونکہ آپ پر تبلیغ تھی، نہ کہ انہیں مسلمان بنانا۔ اور آپ تبلیغ پوری پوری کر چکے، ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور نے تمام شرعی احکام کی مکمل تبلیغ فرما دی۔ کچھ چھپایا نہیں، دوسرے یہ کہ حضور ہم سے بے نیاز ہیں ۱۲۔ بعض علماء نے فرمایا۔ کہ یہاں اللہ کی نعمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یعنی یہ کفار آپ کو پہچانتے ہوئے، ضد سے انکار کرتے ہیں (خزائن العرفان) اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

أَبْنَاءَهُمْ یا وہ تمام نعمتیں مراد ہیں جو اوپر ذکر ہوئیں ۱۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہیں، کہ کفر پر ہی مریں گے، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، کیونکہ فی الحال وہ سب منکر تھے اور ہر منکر کافر ہوتا ہے خیال رہے کہ یہ اکثریت اضافی نہیں ۱۴۔ ان کے پیغمبر یا علماء و صالحین، اول قول زیادہ قوی ہے، یہ حضرات ان کے کفر و عناد پر گواہی دیں گے ۱۵۔ دنیا میں واپس آنے کی یا عذر و معذرت کرنے کی، مگر معذرت کرنے کی اجازت نہ ہونا دوزخ میں پہنچ کر ہوگا۔ کہ کفار سے فرمایا جاوے گا۔ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۱۶۔ اس طرح کہ نہ وہ رب کو منا سکیں گے نہ رب تعالیٰ انہیں منائے گا۔ بخلاف مومنوں کے،

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا

اسی وقت سے نہ وہ ان پر سے ہلکا ہو نہ انہیں مہلت ملے ۱ے اور شرک

رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ

کرنے والے جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب یہ

شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا

ہیں ہمارے شریک کہ ہم تیرے سوا پوجتے تھے ۲ے تو وہ ان پر بات پھینکیں گے

اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ ۚ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ

کہ تم بے شک جھوٹے ہو ۳ے اور اس دن اللہ کی طرف عاجزی

يَوْمَئِذِ ﹰالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾

سے گریں گے ۴ے اور ان سے گم ہو جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے ۵ے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم نے عذاب

عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا ۶ے

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر

اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَ

گواہی دے ۷ے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے ۸ے اور

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى

ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے ۱۰ے اور ہدایت

وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ

اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو ۱۱ے بے شک اللہ حکم فرماتا ہے

۱ے اس سے معلوم ہوا کہ عذاب کبھی ہلکا نہ ہونا اور مہلت نہ ملنا۔ کافروں کے لئے خاص ہے' مومن گنہگار ان دونوں سے محفوظ ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ ۲ے یہاں شریکوں سے مراد کفار کے وہ سردار ہیں جو انہیں بہکاتے تھے' اور وہ بت جن کی یہ لوگ دنیا میں پوجا کرتے تھے' اسے انبیاء کرام و اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں' یہ پجاری اور بت سب دوزخ میں ہوں گے' بوقت ملاقات بارگاہ الٰہی میں پجاری یہ عرض کریں گے' وہاں دنیا کی دوستیاں دشمنی میں بدل جائیں گی ۳ے معلوم ہوا کہ کفار کو دنیا کے اعمال یاد ہوں گے' اور ایک دوسرے کو پہچانیں گے' نہ پہچاننے کا وقت دوسرا ہو گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۴ے نہ ہم نے تم کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔ اور نہ ہم رب کے شریک ہیں' تم ہم کو شریک کہہ کر جھوٹ بول رہے ہو۔ ۵ے تاکہ یہ گرنا دنیا کے کفر و شرک کا کفارہ ہو جائے اور رب تعالیٰ انہیں معافی دے دے' اس گرنے سے مراد رب کو راضی کرنے کی کوشش ہے' وہ سجدہ جو قیامت میں ساق دیکھ کر ہو گا' وہ سجدہ تو صرف مسلمانوں کو نصیب ہو گا۔ ۶ے یعنی جن بتوں کو مشرکین اپنا مددگار سمجھتے تھے' وہ ان کی مدد نہ کریں گے' بلکہ ان کے خلاف گواہی دیں گے' اور پتھر' چاند' سورج وغیرہ انہیں زیادہ عذاب کے باعث ہوں گے' گم ہونے سے یہ ہی مراد ہے ۷ے اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ گر کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے کیونکہ اس کا جرم بھی زیادہ ہے' خود گمراہ ہونا اور دوسرے کو گمراہ کرنا' خیال رہے کہ یہ جتنوں کو گمراہ کرے گا اتنوں کا عذاب دیا جاوے گا' چنانچہ اس کی آگ زیادہ تیز ہو گی' اس کے سانپ بچھو زیادہ زہریلے اور تمام دوزخیوں کا خون و پیپ اس کی غذا ہو گی ۸ے اس سے مراد یا تو ہر قوم کے نبی ہیں' یا ہر کافر' مجرم کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اول قول زیادہ قوی ہے' جیسا کہ اس آیت کے آخر سے معلوم ہو رہا ہے' خیال رہے کہ انبیاء کرام کی یہ گواہی اپنی کافر قوم کے خلاف ہو گی' جیسا کہ علیٰ سے معلوم ہوا۔ ۹ے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر امت کے ہر فرد بشر کے ہر حال کا مشاہدہ فرما چکے ہیں' کیونکہ حضور کی یہ گواہی محض سنی سنائی نہ ہو گی' کیونکہ یہ گواہی پر گواہی ہے جو دیکھی ہوئی ہونی چاہیے۔ اس لئے حضور نے دو قبر والوں کے متعلق خبر دی کہ ایک چغلخور تھا' دوسرا پیشاب سے بے احتیاطی کرنے والا۔ دیکھو بخاری' خیال رہے کہ مقدمہ کا دار و مدار گواہ پر ہوتا ہے' قیامت کے مقدمہ کا دار و مدار حضور کی گواہی پر ہو گا۔ اس کی نہایت لذیذ و نفیس تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو ۱۰ے یعنی قرآن کریم دین و دنیا کی ہر چیز کا روشن بیان ہے' رب فرماتا ہے مافرطنا فی الکتاب من شیئ ہم نے قرآن کریم میں کوئی چیز چھوڑی نہیں' اسی لئے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے پوچھا کہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں تو فوراً فرمایا ہاں عمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں معلوم ہوا کہ حضور زمین پر تو سارے امتوں کے نیک اعمال کی گنتی جانتے ہیں اور آسمانوں کے تمام چھوٹے بڑے تاروں کے شمار سے واقف ہیں' برابری وہی بتا سکتا ہے جو دونوں کی تعداد جانے ۱۱ے خیال رہے کہ قرآن کی رحمت عامہ' بشارت عامہ' ہدایت عامہ تو سارے عالم کے لئے ہے' مگر خاص رحمت اور خاص ہدایت مسلمانوں کے لئے ہی ہے' یہاں اس خاص رحمت و ہدایت وغیرہ کا ذکر ہے

بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ

انصاف اور نیکی ۱ اور رشتہ داروں کے دینے کا ۲ اور

يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے ۳ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا

کہ تم دھیان کرو، اور اللہ کا عہد پورا کرو ۴ جب قول باندھو اور قسمیں

تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ

مضبوط کرکے نہ توڑو ۵ اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن

عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا

کرچکے ہو ۶ بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے اور اس

تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ

Page-442.bmp

عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کرکے توڑ ۷

تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ

دیا ۸ اپنی قسمیں آپس میں ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے

هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ

گروہ سے زیادہ نہ ہو ۹ اللہ تو اس سے تمہیں آزماتا ہے ۱۰ اور ضرور تم پر صاف

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

ظاہر کردے گا قیامت کے دن ۱۱ جس بات میں جھگڑتے تھے ۱۲

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ

اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا ۱۳ لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا

جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے ۱۴ اور ضرور تم سے تمہارے کام

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم سارے بندوں کو ہے مسلمان ہوں یا کافر' اسی لئے یہاں یاامرکم نہ فرمایا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انصاف توحید ہے اور مخلوق کی خیر خواہی نیکی ہے' بعض روایات میں ہے کہ اخلاص اور دل جمعی سے عبادت کرنا احسان ہے ۲۔ رشتہ داروں میں سارے دور و نزدیک کے رشتہ دار داخل ہیں اور دینے میں ہر قسم کا حق ادا کرنا شامل ہے' خواہ مالی حق ہو' یا بدنی یا ایمانی' رشتہ داروں کی مال سے' بدن سے خدمت کرو' انہیں ایمان اور نیک اعمال کی رغبت دو' اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کا حق غیروں سے زیادہ ہے ۳۔ ہر شرمناک کام بے حیائی ہے جیسے چوری' زنا' اور ہر ناجائز کام منکر ہے جیسے کفرو شرک وغیرہ اور ظلم و تکبر سرکشی ہے' خیال رہے کہ یہاں تین چیزوں کا حکم اور تین چیزوں سے ممانعت ہے' عدل کا مقابل فحشاء ہے' احسان کا مقابل منکر اور ایتائ ذی القربیٰ کا مقابل بغی ہے' یہ آیت کریمہ تمام اچھی بری باتوں کی جامع ہے' اس آیت کو سن کر عثمان بن مظعون ایمان لائے' اور ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے سخت کافروں نے بھی اقرار کیا کہ یہ تعلیم نہایت اعلیٰ ہے' اسی لئے ہر خطبہ کے آخر میں یہ آیت پڑھی جاتی ہے (خزائن العرفان) ۴۔ خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہو یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے' یا کسی اور بندہ سے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہو' اس میں سارے وعدے داخل ہیں' لہٰذا اس میں وقت نکاح کی شرائط' مرشد کامل سے بیعت کے وعدے سب ہی داخل ہیں' اس ہی لئے نکاح کے وقت کلمے پڑھائے جاتے ہیں تا کہ معاہدہ مضبوط ہو جاوے ۵۔ یہاں قسموں سے مراد وہ چیزیں ہیں' جن پر قسم کھائی جاوے' اور اللہ کا ذکر کرنا اس کی مضبوطی ہے لہٰذا آیت میں مضمون کی تکرار نہیں ۶۔ اس طرح کہ اس کے نام کی قسم کھا کر دوسروں کو اطمینان دلا چکے ہو' خیال رہے کہ ہر وعدہ پورا کرنا ضروری ہے' لیکن قسم والا وعدہ پورا کرنا بہت ہی ضروری' اسی لئے اس کے خلاف کرنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے' یہ بھی خیال رہے کہ ناجائز وعدہ ہرگز پورا نہ کرے گا اگرچہ اس پر قسم کھائی ہو ۷۔ مکہ معظمہ میں ایک عورت ریطہ بنت سعد بن تیم تھی' جس کو وہم کی بیماری تھی' وہ روزانہ دوپہر تک سوت کاتتی' اپنی لونڈیوں سے بھی کتواتی تھی' پھر خود ہی وہم کی وجہ سے اسے توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی تھی' اس آیت میں اس کا تذکرہ ہے ۸۔ اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے پھر جب دوسری قوم کو اس سے زیادہ مالدار اور قوت والا پاتے تو پہلے حلف کو توڑ کر اس سے حلف کر لیتے گویا اپنی قسموں کو بد عہدی کا ذریعہ بناتے تھے' جیسے آج ممبری کے ووٹ کے وقت رائے دہندگان کا حال ہوتا ہے' کہ قسمیں کھا کر پھر جاتے ہیں ۹۔ یعنی ایک قوم کے حلف کے بعد دوسری طاقتور قوم کا تمہیں دکھا دینا تمہاری آزمائش ہے جس سے سچے جھوٹے میں فرق ہوتا ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ قیامت میں کفار کے گناہ علانیہ ظاہر کئے جائیں گے اور ان کی نیکیوں کا کوئی ذکر ہی نہ ہو گا' مگر مسلمانوں کی نیکیاں علانیہ ظاہر کی جائیں گی' گناہوں کی یا تو معافی ہو جائے گی یا ان کا حساب خفیہ لیا جاوے گا تا کہ مجرم کی رسوائی نہ ہو ۱۱۔ یعنی عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا اور قولی فیصلہ بذریعہ انبیاء کرام دنیا میں بھی کر دیا گیا ہے لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں' جن میں ارشاد ہے کہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ انّہٗ لقول فصل وما ھو بالھزل ۱۲۔ اس طرح کہ سب کو اسلام کی توفیق دے دیتا اور سارے لوگ مسلمان ہو جاتے مگر یہ حکمت کے خلاف تھا' جیسے دنیا امیر' غریب' بیمار' تندرست' کالے اور گوروں سے قائم ہے' ایسے ہی آخرت کی بہار کافر و مومن سے ہے کہ جنت' دوزخ دونوں بھر جاویں اور رب کا قہر و رحم ظاہر ہو ۱۳۔ اس طرح

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ

بلوچھے جائیں گے لہ اور اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ نہ بنا لو ٹہ

فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا

کہ کہیں کوئی پاؤں جمنے کے بعد لغزش نہ کرے تہ اور تمہیں برائی چکھنی ہو بدلا اس

صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

کا کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے ٹہ اور تمہیں بڑا عذاب ہو شہ

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ

اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو تہ بیشک وہ جو اللہ کے پاس

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ

ہے تمہارے لئے بہتر ہے شہ اگر تم جانتے ہو جو تمہارے پاس

يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ

ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے ٹہ اور ضرور ہم صبر کرنے

صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے جو انکے سب سے اچھے کام کے قابل ہو ٹہ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ

ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے نلہ اور ضرور انہیں ان کا نیگ دیں

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو للہ تو جب تم قرآن پڑھو

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ

تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے ٹلہ بیشک اس کا

(بقیہ صفحہ ۴۴۲) کہ ایمان و ہدایت کی توفیق عطا فرمادے یا انسان کے دل میں برائی کی طرف میلان پیدا کردے کہ انسان اپنے اختیار سے کفر و گناہ کرے، بہرحال یہ آیت انسان کے اختیار کے خلاف نہیں۔

ا۔ یہ سوال حساب و کتاب کے لئے ہوگا نہ کہ رب تعالیٰ کے علم کے لئے، کہ وہ تو خود علیم و خبیر ہے ۲۔ یعنی جھوٹ اور فریب کے لئے قسم نہ کھاؤ کہ اب ایمان کیسے لائیں، ہم تو قسم کھا چکے ہیں کہ کافر رہیں گے، اس صورت میں یہ خطاب کافروں سے ہے، یا یہ معنی ہیں کہ نیک اعمال سے رکنے یا گناہ کرنے کے لئے قسم کو بہانہ نہ بناؤ کہ ہم تو قسم کھا چکے ہیں۔ نیکی کیسے کریں ۳۔ یعنی اسلام لا چکنے کے بعد نیکیوں سے محروم ہو جاؤ۔ **مسئلہ** جو کوئی کسی اچھی بات سے رکنے یا گناہ کرنے پر قسم کھالے، وہ قسم توڑ دے، اس معنی پر اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے، یا اے کافرو! اگر تمہارے دل اسلام کی طرف مائل ہو جائیں تو قسموں کو ایمان سے رکنے کے لئے آڑ نہ بناؤ تو کفار سے خطاب ہے۔ اس صورت میں اگلا کلام بالکل صاف ہے ۴۔ لوگوں کو اے کافرو، یا خود رکتے تھے، نیک اعمال سے قسموں کا بہانہ بنا کر، اے مسلمانو، اس صورت میں السوء سے مراد دنیاوی عذاب ہیں ۵۔ آخرت میں کفر کا، یا گناہ کرنے کا، یا نیکی نہ کرنے کا ۶۔ اس طرح کہ دنیا کے لالچ میں میثاق کے دن والے عہد کو توڑ دو، اے مسلمانو! تم نے جو بیعت کے وقت حضور سے عہد کئے ہیں، وہ عہد کفار مکہ سے کچھ دام لے کر نہ توڑ دو، اور اسلام سے نہ پھر و ۷۔ دنیا میں فتح و نصرت، غنیمت آخرت میں ثواب اور رب کی رضا۔ ۸۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو نیکی ریا کے لئے کی جاوے، وہ تمہارے پاس رہے گی اور تمہاری طرح وہ بھی فنا ہو جائے گی، اور جو نیکی رب کے لئے کرو گے، وہ رب کے پاس رہے گی، اور باقی ہوگی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مومنوں کو ثواب اپنی شان کے لائق دے گا نہ کہ مومن کے لائق، لہٰذا وہ ثواب ہماری عقل و گمان سے باہر ہے ۱۰۔ اچھی زندگی میں مختلف قول ہیں، بعض کے نزدیک قناعت، رضا بالقضا اچھی زندگی ہے، بعض کے نزدیک عبادات میں لذت آنا اچھی زندگی ہے، مومن غریب بھی ہو تو آرام سے ہے کافر مالدار بھی تکلیف میں ہے کہ ہوس والا ہے مومن قناعت والا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیکیوں کا اچھا نتیجہ کبھی دنیا میں بھی ملتا ہے، آخرت کا بدلہ اس کے علاوہ ہے دوسرے یہ کہ طیب زندگی اللہ کی اعلیٰ نعمت ہے ۱۱۔ اس سے پتہ لگا کہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے ۱۲۔ اعوذ پڑھنا تو اس آیت سے معلوم ہوا، اور بسم اللہ پڑھنا حضرت سلیمان کے خط سے معلوم ہوا جو آپ نے بلقیس کو لکھا تھا، وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، حضور نے بھی حدیبیہ میں صلح نامہ پر اولاً "بسم اللہ" تحریر فرمائی قرآن کی ہر سورت کے اول بسم اللہ لکھی گئی لہٰذا اعوذ اور بسم اللہ دونوں پڑھنی چاہیے

لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ۱

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں ۲ اور اسے شریک

بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ

ٹھہراتے ہیں ۳ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں ۴ اور

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ

اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے ۵ کافر کہیں تم تو دل سے بنا لاتے ہو ۶ بلکہ

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

ان میں اکثر کو علم نہیں ۷ تم فرماؤ اسے پاکیزگی کی روح نے اتارا

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى

تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک ۸ کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے

وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ

۹ اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو ۱۰ اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ

یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے ۱۱ جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان

اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان ۱۲ بیشک وہ جو اللہ کی

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ

آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں راہ نہیں دیتا ۱۳ اور ان کے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا

لئے دردناک عذاب ہے۔ جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر

ع ۳
۱۹

۱۔ اس طرح کے شیطان اولیاء اللہ کو گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ ان سے گناہ کرا سکتا ہے اور جن عام مسلمانوں پر رب کا فضل ہے انہیں کافر پیغمبروں اور بعض مرتد، گمراہ نہیں کر سکتا ہاں شیطان کا وسوسہ وہ بعض وقت انبیاء کو بھی ہو جاتا ہے۔ رب فرماتا۔ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۲۔ براہ راست دوست کافر بھی نہیں کرتے شیطانی کاموں سے رغبت شیطانی انسانوں سے محبت، شیطان کی دوستی ہے، یہی تمام گناہوں کی جڑ ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندے جیسے انبیاء و اولیاء گناہوں سے معصوم یا محفوظ ہوتے ہیں کیونکہ گناہ کرانے والا شیطان ہے اور اس کا علم پر قابو نہیں، نہ انہیں گمراہ کر سکے نہ ان سے گناہ سرزد کرائے غلط فہمی اور لغزش دوسری چیز ہے۔ آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی گناہ نہ ہوا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات قرآنی میں نسخ واقع ہوا۔ نسخ تلاوت بھی اور نسخ احکام بھی نسخ پر اعتراض کرنا اور اس کی حکمت نہ سمجھنا کفار کا طریقہ ہے اگر کلام الٰہی میں نسخ نہ ہوتا۔ تو آج تورات و انجیل کیوں منسوخ ہوتیں۔ نسخ رب کی بے علمی کی دلیل نہیں، بلکہ ہمارے حالات کی تبدیلی نسخ کا سبب ہے ۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور اپنے بندوں کی مصلحت خوب جانتا ہے۔ جس وقت جو حکم نازل فرمایا، اس وقت وہی موزون تھا۔ اگر طبیب نسخوں میں تبدیلی کرتا ہے، تو بیمار کی حالت کا اندازہ کر کے۔ ۶۔ (شان نزول) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب سخت احکام نازل ہوتے تھے۔ تو مسلمان نہایت بہادری سے ان پر عمل کرتے تھے مگر ان پر دشواری ہوتی تھی، کچھ روز بعد نرم احکام آ جاتے تھے، تو کفار کہتے تھے کہ حضور اپنے صحابہ سے مذاق کرتے ہیں، سب کچھ اپنی طرف سے کہتے ہیں، اگر یہ کلام رب کا ہوتا تو جو نرم حکم آج آیا ہے، وہ اس سے پہلے ہی کیوں نہ آ گیا۔ کیا رب جانتا نہ تھا کہ اس منسوخ حکم سے کام نہ چلے گا۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری ۷۔ یعنی اکثر کافر تو لاعلمی کی وجہ سے نسخ پر اعتراض کرتے ہیں، انہیں نسخ کی حکمتیں معلوم نہیں، اور کچھ وہ بھی ہیں، جو نسخ کی حکمتیں جانتے ہوئے اس پر اعتراض کرتے ہیں، محض ہٹ دھرمی کی بنا پر، نسخ کی پوری بحث مع سوال و جواب ہماری تفسیر نعیمی کے تیسرے پارہ میں ملاحظہ کرو۔ ۸۔ حق سے مراد موقع و ضرورت کے مطابق، بغیر کمی بیشی ہے حضرت جبریل کو روح القدس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خود بھی روح ہیں، اور روح بخشتے بھی ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جبریل بخش تھے قرآن فرماتا ہے۔ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا پھر وہ ہر قسم کے عیوب سے پاک و منزہ ہیں، لہٰذا روح القدس ہیں ۹۔ اس طرح کہ مسلمان نسخ کی حکمتیں سوچیں، تو ان کے ایمان اور زیادہ پختہ ہو جائیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل مسلمانوں کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ رب کا کام حضرت جبریل کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ ۱۰۔ اور کافروں کے لئے گمراہی اور ڈر ہے، قرآن کریم ایک ہے۔ مگر تاثیریں مختلف ہیں ۱۱۔ (شان نزول) عبید بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دو عجمی غلام تھے، یسار اور جبیر جو لوہے پر صیقل کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان سے گفتگو فرمایا کرتے اور ان کی باتیں سنا کرتے تھے، مشرکین مکہ نے الزام لگا دیا کہ حضور ان غلاموں سے سیکھ کر قرآن پڑھتے ہیں، ان کے رد میں یہ آیت اتری، یہاں بشر سے مراد وہ دونوں غلام ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنی بات پر بھی قرار نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کبھی قرآن کریم کو جادو کہتے، کبھی شعر کبھی کچھ اور، انہیں اپنی بات پر خود اعتماد نہ تھا ۱۲۔ جس قرآن کی مثل بنانے سے عرب کے فصیح و بلیغ بھی عاجز ہیں۔ اسے عجمی غلام کیسے بنا سکتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن لفظ و معنی دونوں کا نام ہے، لہٰذا قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ۱۳۔ کہ وہ ایمان قبول کر لیں، ورنہ قرآن کریم تمام عالم

يُؤْمِنُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ

ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں ؎ جو

كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ

ایمان لاکر اللہ کا منکر ہو ؎ سوا اس کے جو مجبور کیا جاوے اور اسکا دل

مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا

ایمان پر جما ہوا ہو ؎ ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے ؎

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ

یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری جانی ؎

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور اس لئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو راہ نہیں دیتا ؎ یہ ہیں وہ جن کے

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَ

دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے ؎ اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

وہی غفلت میں پڑے ہیں آپ ہی ہوا کہ آخرت میں وہی

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

خراب ہیں ؎ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے

مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ

بعد اس کے کہ ستائے گئے ؎ پھر انہوں نے جہاد کیا اور صابر رہے بیشک تمہارا رب

بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ

اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے مہربان ؎ جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی

(بقیہ صفحہ ۴۴۴) کو راہ دکھانے کے لئے ہی آیا ہے

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ' ایک یہ کہ جھوٹ گناہ کبیرہ اور بدترین جرم ہے ' دوسرے یہ کہ نبی جھوٹ سے بالکل معصوم و محفوظ ہوتے ہیں۔ ان کی زبان جھوٹ کے لئے نہیں بنی ' اس کی پوری بحث ہماری کتاب عصمت انبیاء میں ملاحظہ کرو۔ لہٰذا تقیہ کرنا بدترین جرم ہے ۲۔ اس طرح کہ اللہ کے رسول کا یا اس کے احکام کا انکار کرے کہ یہ سب اللہ ہی کا انکار ہے ۳۔ (شان نزول) یہ ساری آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ کہ کفار نے انہیں اور ان کے والد یاسر اور والدہ سمیہ کو پکڑ لیا ' اور ان کے والدین کو نہایت ہی بیدردی سے قتل کر دیا کیونکہ انہیں مرتد ہونے کو کہا۔ ان بزرگوں نے نہ مانا ' اسلام میں سب سے پہلے شہید یہ ہی دو بزرگ ہیں ' حضرت عمار کمزور تھے۔ کفار کے عذاب کی طاقت نہ رکھتے تھے ' انہوں نے اپنے منہ سے وہی کہہ دیا۔ جو کفار نے کہلوایا ' پھر روتے ہوئے حضور کے پاس آئے حضور نے ان کے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے ' اس پر یہ آیت کریمہ اتری **مسئلہ** جان کے خوف کے وقت کفریہ بات منہ سے نکال دینا جائز ہے ' بشرطیکہ دل میں ایمان ہو۔ لیکن پھر وہاں ٹھہرے نہیں موقعہ پاکر فوراً وہاں سے نکل جاوے ' اور اگر کفر نہ بکے اور قتل ہو جاوے تو شہید ہے ' اور بڑے ثواب کا مستحق ہے **مسئلہ** مرتد کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں ' اور یہ اصلی کافر سے زیادہ سخت ہے ' اللہ کے پیاروں کی خطا دوسروں کے لئے عطاء اور ان کا کفر اوروں کے لئے ایمان بن جاتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ۔ ہرچہ گیرد علتی علت شود۔۔ کفر گیرد ملتی ملت شود ۴۔ اس سے روافض کا تقیہ ثابت نہیں ہوتا ' کیونکہ یہ جان بچانے کے لئے کفر صرف منہ سے بولنا ہے ' اور تقیہ میں دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ بولنا ہے ' اسی لئے ایسے مجبور کو حکم ہے کہ فوراً اس جگہ سے بھاگ جاوے اور مجبوری دور ہوتے ہی اپنے ایمان کا اعلان کر دے۔ ۵۔ خیال رہے کہ دنیاوی زندگی کو آخرت کے لئے پیارا جاننا مومن کا کام ہے کہ وہ اس زندگی کو آخرت کا توشہ جمع کرنے کا ذریعہ بناتا ہے اور آخرت کے مقابلہ میں پیارا جاننا کفار کا کام ہے ' حضرت عمار نے اسی لالچ میں کفر منہ سے بولا کہ حضور کی صحبت اور زیادہ نصیب ہو جاوے ۶۔ یعنی کافر جب تک کافر ہے ' اسے اعمال صالح کی ہدایت نہیں ملتی ' یا جس کا کفر پر خاتمہ علم الٰہی میں آ چکا ہے ' اسے ہدایت ایمان نہیں ملتی ' یا جو کافر ہو کر مرا ' اسے جوابات قبر اور قیامت کے دن صحیح جواب کی ہدایت نہ ملے گی لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں لاکھوں کافر ہدایت پا کر مسلمان ہو گئے ' یہ اس آیت کے خلاف نہیں ۷۔ کہ ان کے گناہوں کے زیادتی کی وجہ سے اب ان کا یہ حال ہو گیا کہ قرآنی آیتیں ان کے کان تک پہنچتی نہیں۔ دل میں اترتی نہیں آنکھیں معجزات دیکھتی نہیں لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ نے ان کے دل کان زبان پر مہر کر دی ' تو ان کا کیا قصور ' ان کے قصوروں کی وجہ سے تو مہر ہوئی ' جیسے قتل کے بعد رب تعالیٰ مقتول میں موت پیدا فرما دیتا ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ سب سے بڑی بدنصیبی دل کی غفلت ہے اور سب سے بڑی خوش نصیبی دل کی بیداری ہے ' ۹۔ (شان نزول) یہ آیت عمار بن یاسر حضرت بلال ' حضرت صہیب ' حضرت خباب جیسے بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی ' جو مہاجر بھی ہیں ' مجاہد بھی ' صابر بھی مظلوم بھی ۱۰۔ کہ ان کے نیک اعمال کی برکت سے ان کے زمانہ کفر کے تمام گناہ اور لغزشیں معاف فرما دے گا۔ معلوم ہوا کہ نیکیوں کی برکت سے گناہ معاف

عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ

آئے گی اور ہر جان کو اسکا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً

ظلم نہ ہوگا ۱ے اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ایک بستی کی کہ امان و اطمینان

مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

سے تھی ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا

کرنے لگی تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا ۲ے

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

بدلہ ان کے کئے کا ۳ے اور بیشک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا تو

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے پکڑا ۴ے اور وہ بے انصاف تھے ۵ے تو اللہ کی دی

اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ ۶ے اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

پوجتے ہو ۷ے تم پر تو یہی حرام کیا ہے ۸ے مردار اور خون ۹ے اور سور کا

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

گوشت ۱۰ے اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ۱۱ے پھر جو لاچار ہو نہ

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا

خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا ۱۲ے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہو اسے

لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا

جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ

(بقیہ صفحہ ۴۴۵) ہوتے ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہد' غازی' مہاجر کی تمام برائیاں معاف ہو جاتی ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کافر کے جسم و روح میں جھگڑا ہوگا۔ جسم کہے گا کہ میں بے قصور ہوں۔ روح نے مجھ میں آکر مجھ سے گناہ کرائے' روح کہے گی کہ میں بے دست پا تھی۔ تیرے ہاتھ تھے تو نے گناہ کئے' رب تعالیٰ مثال بیان فرمائے گا کہ اگر ایک اندھے کے کندھے پر لنگڑا سوار ہو کر چوری کرے تو دونوں مجرم ہیں' جسم اندھا ہے' روح لنگڑی' لہٰذا دونوں دوزخ میں جاؤ' اس آیت میں اسی کا ذکر ہے (خزائن العرفان) ۲۔ یہ آیت مکہ کے کافروں کی کہاوت بیان فرما رہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو امن بھی تھا۔ اور بغیر مشقت روزی بھی ملتی تھی' انہوں نے بجائے شکر کے حضور کا انکار کیا۔ اور رب تعالیٰ کی مخالفت' تو حضور کی بددُعا سے ان پر ایسی سخت قحط سالی آئی کہ مردار کھانے پڑے اور پھر مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا گیا۔ کہ ہر وقت مسلمانوں کے حملہ کا ڈر رہنے لگا۔ ناشکروں کی بے قدری کا انجام یہی ہے۔ خیال رہے کہ مکہ والوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے' پیداوار کے ملکوں میں بارہا قحط پڑے' لوگ ہلاک ہوئے' مگر اس بنجر زمین میں آج تک قحط سالی اور بھوک سے ہلاکت نہ سنی گئی' حضور کے زمانہ کا قحط تو ان کی اپنی بدعملی کا نتیجہ تھا۔ پھر ہر طرف سے وہاں رزق اس کثرت سے پہنچتا ہے کہ حج کے زمانہ میں لاکھوں باہر کے حجاج وہاں پہنچتے ہیں۔ سب کو نہایت فراخ روزی پھل انڈے بھی ملتے ہیں اور قربانی کے جانور ہمارے ہاں سے بھی سستے میسر ہو جاتے ہیں' اگر ہمارے ملکوں میں اتنا مجمع مہینوں رہے تو لوگوں کو روٹی نہ ملے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گناہ خصوصاً" ناشکری کا عذاب دنیا میں بھی آ جاتا ہے' مگر یہ پورا عذاب نہیں' پورا عذاب تو آخرت میں ہوگا' جیسے حوالات مجرم کی پوری سزا نہیں' وہ تو مقدمہ کے بعد ہوگی ۴۔ اس طرح کہ ان مکہ والوں پر قحط سالی اور مسلمانوں کا خوف مسلط کر دیئے گئے ۵۔ ان مکہ والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انصاف سے رائے قائم نہ کی کہ انہیں بجائے نبی رسول کہنے کے شاعر اور جادوگر کہا ۶۔ بظاہر یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ حلال وہ جو حرام نہ ہو' طیب وہ جو بدمزہ نہ ہو' لذیذ اور مزیدار ہو۔ یعنی تقویٰ یہ نہیں کہ انسان لذیذ کھانے چھوڑ دے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دے' یا حلال وہ جو خود حرام نہ ہو' طیب وہ جسے انسان خود حرام نہ کرے لہٰذا سود حرام ہے اور رشوت وغیرہ کی کمائی خبیث ہے طیب نہیں' لیکن اگر حلال چیز کو بت کے نام پر لگا دیا تو نہ وہ حرام ہے۔ نہ خبیث' بلکہ حلال طیب ہے' اس کو حرام نہ جانو' کیونکہ یہ آیت اس عقیدے کی تردید میں آئی ہے کہ بحیرہ' سائبہ وغیرہ جانور حرام ہیں' جن کا ذکر آگے آ رہا ہے ۷۔ رب کا شکر اعتقادی بھی کرو' عملی بھی اور قولی بھی کیونکہ آیت کریمہ میں مطلقاً شکر کا حکم دیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اعتقادی شکر ہے' آپ کی اطاعت کرنا عملی شکر اور زبان سے حمد و نعت کہنا قولی شکر ہے ۸۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں بلکہ صرف یہی مذکورہ جانور حرام ہیں' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا وغیرہ حرام نہ ہوں' نیز جب خود بت گائے اور گنگا کا پانی حلال ہے تو ان کے نام کا جانور کیوں حرام ہو گیا' اس سے معلوم ہوا کہ حلت کے ثبوت کے لئے نص ضروری نہیں' حرمت کے لئے نص ضروری ہے' یعنی جس چیز کے حرام و حلال ہونے کا قرآن و حدیث میں بالکل ذکر نہ ہو وہ حرام نہ ہوگی حلال ہوگی۔ رب فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ الخ ۹۔ خیال رہے کہ جس جانور کا ذبح ضروری ہے اگر وہ بغیر ذبح مرجاوے تو حرام ہے'

حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

حرام ہے لہ کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝۱۱۶ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ

باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا لہ تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۱۷ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا

دردناک عذاب اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ

قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

چیزیں جو پہلے تمہیں ہم نے سنائیں لہ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۱۱۸ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے لہ پھر بے شک تمہارا رب ان کیلئے جو

عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

نادانی سے برائی کر بیٹھیں لہ پھر اس کے بعد توبہ کریں اور

وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱۹ ع

سنور جائیں لہ بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ

بیشک ابراہیم ایک امام تھا لہ اللہ کا فرمانبردار اور سب سے جدا لہ اور مشرک

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۲۰ ۙ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ

نہ تھا لہ اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا اللہ نے اسے چن لیا لہ

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۲۱ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ

اور اسے سیدھی راہ دکھائی لہ اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی لہ

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۲۲ؕ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

اور بے شک وہ آخرت میں شایان قرب ہے لہ پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی

(بقیہ صفحہ ۴۴۶) مچھلی اور ٹڈی کا ذبح واجب ہی نہیں لہٰذا یہ میتہ میں داخل نہیں' ایسے ہی بہتا ہوا خون حرام ہے' کلیجی' تلی بھی اگرچہ خون ہیں مگر بہتا ہوا نہیں اس لئے وہ حلال ہیں ۱۰۔ سور کا صرف گوشت ہی کھایا جاتا تھا' اس لئے اس کو حرام فرمایا گیا ورنہ سور کے ہر عضو کا استعمال مطلقاً" حرام ہے' حتیٰ کہ اس کے بال کو بھی کسی کام میں نہیں لا سکتے' گوشت کا ذکر اتفاقی ہے احترازی نہیں ۱۱۔ اس طرح کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا خواہ خدا کا نام بالکل نہ لیا گیا ہو یا خدا کا نام بھی لیا گیا ہو ۱۲۔ لاچاری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بھوک سے مر رہا ہو' حرام کے سوا کوئی چیز نہیں کہ کھائے' دوسرے یہ کہ سخت بیمار ہے اور مسلمان متقی حاذق طبیب کہہ دے کہ تیری شفا اس حرام کے سوائے کسی میں نہیں' ان دونوں صورتوں میں بقدر ضرورت حرام کھا لینا جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز ضرورۃً" حلال ہو گی' اس سے زیادہ حرام رہے گی' اگر سور کی ایک بوٹی سے جان بچتی ہے تو دو کھانا حرام ہیں' اس سے بہت فقہی مسائل نکل سکتے ہیں

۱۔ یعنی حرام و حلال اپنی طرف سے نہ بناؤ' رب کی ہر چیز حلال ہے۔ سوا ان چیزوں کے جسے اللہ و رسول نے حرام فرما دیا۔ رب فرماتا ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ لہٰذا بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور جب وہ رب کے نام پر ذبح ہوں تو حلال ہیں کہ رب نے انہیں حرام نہ کیا ۲۔ اس سے معلوم ہوا' کہ بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ پر جھوٹ ہے جو میلاد شریف کی شیرینی فاتحہ کے کھانے بغیر ثبوت حرام کہتے ہیں' وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں' کیونکہ انہیں اللہ و رسول نے حرام نہ فرمایا' حضور فرماتے ہیں کہ حلال وہ جسے اللہ حلال فرمائے۔ حرام وہ جسے اللہ حرام فرما دے اور جس سے خاموشی ہے وہ معاف ہے رب فرماتا ہے۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۳۔ یعنی سورہ انعام شریف میں ۔ ارشاد ہوا۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ۴۔ یعنی یہودیوں کی بغاوت اور گناہوں کی وجہ سے ان پر بہت سی طیب چیزیں حرام فرما دی گئیں' اے مسلمانو! وہ تم پر حرام نہیں' رب فرماتا ہے' وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ، یعنی یہود پر اولاً" تو وہ طیبات حلال تھیں پھر حرام کر دی گئیں ۵۔ یعنی اسے حرام جانتے ہوئے کر بیٹھیں' جیسے عام گنہگار مسلمان' کیونکہ حرام کو حلال جاننا کفر ہے ۶۔ یعنی گزشتہ پر شرمندہ ہوں اور آئندہ اس سے دور رہیں ۷۔ یعنی دینی پیشوا۔ معلم خیر، توحید والوں کے رئیس تحقیق والوں کے پیشوا' مشرکین کے دشمن ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے گھی' سونا وہی قیمتی ہے' جو خالص ہو۔ غیر کی اس میں ملاوٹ نہ ہو' ایسے ہی مومن وہ قیمتی ہے جس میں بے ایمانی کی ملاوٹ نہ ہو۔ بے ایمانوں سے محبت نہ ہو۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر دین والے کو اپنا بھائی سمجھو ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا' آپ کا چاند' سورج کو هٰذَا رَبِّىْ فرمانا تردید کے لئے تھا یعنی کیا یہ میرے رب ہیں' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کلام کی تائید فرماتے ہوئے فرمایا۔ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۔ جو انہیں ایک آن کے لئے بھی مشرک مانے وہ خود بے دین ہے' ۱۰۔ نبوت اور خلت اور نبیوں کے باپ ہونے کے لئے' خیال رہے کہ ان اعمال کی وجہ سے آپ کا یہ چناؤ نہیں ہے بلکہ اس چناؤ کی وجہ سے آپ سے وہ اعمال ہوئے کیونکہ نبوت کسبی نہیں ہوتی محض عطائی ہوتی ہے' اسی لئے یہاں ف نہ آئی ۱۱۔ یعنی بچپن ہی سے رب نے انہیں ہدایت دی کہ کسی وقت بھی آپ سے کوئی گناہ صادر نہ ہوا یہ معنی نہیں نعوذ باللہ پہلے آپ ہدایت پر نہ تھے پھر ہدایت دی کیونکہ پہلے ارشاد ہوا۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۲۔ اس طرح کہ انہیں نبوت' بہت

ع ۱۵ ۹ ۲۱

(بقیہ صفحہ ۴۴۷) زیادہ مال' ہر دین میں ان کی تعظیم' دراز عمر' نیک اولاد عبادت کی توفیق بخشی' مکہ معظمہ میں ان کی بہت سی یادگاریں باقی رکھیں' حضور کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا' درود ابراہیمی نمازوں میں لازم فرمادیا وغیرہ آپ کے ہاں پانچ ہزار کتے جانوروں کی حفاظت کے لئے تھے' جن کے گلے میں سونے کے طوق تھے۔ اور عیسائی یہودی مسلمان سب ان کی تعظیم کرتے ہیں' ہندو بھی انہیں کرشن مان کر احترام کرتے ہیں ۱۳۔ کہ ہمارے حضور کے بعد درجہ انہیں کا ہو گا' سب سے پہلے آپ کو لباس پہنایا جاوے گا کیونکہ قبروں سے تمام لوگ ننگے اٹھیں گے تمام جنتیوں میں آپ کے چہرے پر داڑھی ہو گی تمام جنتی آپ کا ادب کریں گے۔

اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

کہ دین ابراہیم کی پیروی کرو ۱ جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا

نہ تھا ۲ ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا جو اس میں مختلف ہو گئے ۳

فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا

اور بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ

اختلاف کرتے تھے ۴ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ ۵ پکی تدبیر

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ

اور اچھی نصیحت سے ۶ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو ۷

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ

بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا ۸ اور وہ

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ

خوب جانتا ہے راہ والوں کو اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں

مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

تکلیف پہنچائی تھی ۹ اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا ۱۰

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ

وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو ۱۱ بے شک اللہ ان کے ساتھ

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع

ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں ۱۲

۱۔ یہاں اتباع سے مراد موافقت ہے نہ کہ اصطلاحی تابعداری' کیونکہ حضور حضرت ابراہیم کے امتی نہیں' ہاں حضور کی شریعت ان کے موافق ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر سب سے بڑا احسان یہ فرمایا کہ ہمارے حضور کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا۔ اور اسلام کو ان کی شریعت کے موافق بنایا۔ جس سے تمام جہان میں ان کا چرچا ہو گیا۔ جن پیغمبروں کو حضور نے ظاہر فرما دیا وہ ظاہر ہو گئے۔ ورنہ ان کے نام بھی چھپ گئے اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے بھی دین ابراہیمی پر تھے' اور قدرتی طور پر رب تعالیٰ کے عابد و ساجد اور تمام محرمات سے بچنے والے تھے (روح) ۳۔ خیال رہے کہ سنیچر کا دن یہود کے ہاں معظم تھا۔ اور اتوار کا دن عیسائیوں کے ہاں' اور جمعہ ہمارے ہاں عظمت والے ہیں۔ مگر ان کے دنوں اور ہمارے دن میں تین طرح فرق ہے ایک یہ کہ ان کے دن خود ان کے اپنے انتخاب سے تھے' ہمارا یہ دن رب کے انتخاب سے ہے' دوسرے یہ کہ ان پر ان کے پورے دن میں سخت پابندیاں تھیں' ہم پر جمعہ کے دن صرف نماز کے وقت نہایت ہلکی پابندیاں ہیں' اس لئے وہ نبھا نہ سکے' تیسرے یہ کہ ان سب پر ان دنوں کی پابندیاں لازم تھیں' مسلمانوں میں جمعہ کی پابندیاں صرف ان پر ہیں جن پر نماز جمعہ فرض ہے۔ ۴۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہود سے فرمایا تھا کہ تم اپنی عبادت کے لئے جمعہ چن لو اور فرمایا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن خاص کر لو' عام یہود نے سنیچر کی رائے دی' تھوڑے سے لوگ جمعہ پر متفق ہوئے لہٰذا ان کو سنیچر کا دن خاص کر دیا گیا' کہ اس دن شکار نہ کریں جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی رائے کی موافقت کی' وہ تو ان پابندیوں پر قائم رہے' باقی لوگ پابندی نہ کر سکے اور اس دن میں شکار کر بیٹھے' جس کی وجہ سے وہ بندر' سور بنا دیئے گئے (روح' خزائن العرفان) اس مسخ کا واقعہ سورہ اعراف میں گزر چکا' یہ ان کا اختلاف تھا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ پیغمبر کا حکم ماننا ضروری ہے' رائے ماننا ضروری نہیں' دوسرے یہ کہ پیغمبر کی رائے بڑی مبارک اور برکت والی ہوتی ہے۔ اس کی مخالفت سے کبھی مصیبت آجاتی ہے ۵۔ یعنی ساری مخلوق کو اسلام کی طرف بلاؤ' اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے رسول ہیں اور قیامت تک آپ کی تبلیغ جاری ہے۔ صحابہ کرام کو بلاواسطہ حضور نے تبلیغ فرمائی' بعد والوں کو علماء کے واسطہ سے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام اللہ کا راستہ ہے' اس کے سوا باقی تمام دین شیطان کا راستہ ہیں' رب فرماتا ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۶۔ حکمت تو یقینی دلائل ہیں' اور نصیحت' رغبت دینا۔ ڈرانا۔ گزشتہ قوموں کے واقعات سنانا ۷۔ جس شخص کے لئے جیسا مناظرہ مفید ہو' ویسا کرو' یا ہدایت کی نیت سے مناظرہ کرو' نہ کہ فساد کے لئے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بے دینوں سے دین کے لئے مناظرہ کرنا اچھا ہے'